توحید

عدل

نبوت

امامت

قیامت

انا مدینة العلم وعلی بابها

سبق

حصہ ۹

دینی باتیں

ڈاکٹر
ذاکر حسین فاروقی
بی۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمان اور رحیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ

اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتے ہیں ان کو برا بھلا نہ کہو کہ وہ بغیر سمجھے بے ادبی سے اللہ کو برا کہیں۔ ۶:۱۰۹

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ

دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے - ۲:۲۵۷

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا

فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ

اور اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور ڈرتے رہو پھر اگر تم روگردان ہو گئے تو سمجھ لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف کھول کر صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ ۵:۹۲

پس ہماری توقیع

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ

الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ

اَحْسَنُ ط

تم اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحتوں کے ساتھ (ان کو) بلاؤ اور ان سے اس طریقہ سے بحث کرو جو بہت ہی اچھا ہو۔

۱۶:۱۲۶

اور

ہمارا نصب العین

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص

اور چنگل مار کر سب اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو اور پھوٹ نہ ڈالو ۳:۱۰۴

نوٹ:- بسملہ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سورہ توبہ کے علاوہ ہر سورہ کا جزو ہے لہٰذا آیات کا شمار بسملہ کو پہلی آیت مان کر کیا گیا ہے۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ النَّبَاءِ الْعَظِيمِ

لوگ تم سے نبا عظیم کے متعلق سوال کرتے ہیں۔

(سورہ نبا، پ۳۰)

ایک بابصیرت انسان کیلئے اسلام کے اوامر و نواہی اور مسلمان کا فعل
کہنا اور رسم و رواج دو مختلف چیزیں ہیں برخلاف اس کے کور باطن و بے بص
حضرات اور اسلام دشمن عناصر نے عوام الناس کے سامنے ہمیشہ بے مع
مسلمان کے فعل اور اسلام کے احکامات کو بالکل ایک کر کے پیش کیا
کوتاہ بین مغربی مستشرقین یا مغرب زدہ ناحق شناس مسلمانوں نے "اس
تلوار کے زور سے پھیلا ہے" کا نعرہ لگا لگا کر اب تک عوام کو اسلام سے
و ناآشنا رکھا ہے۔ مگر اب شعور انسانی بہت بیدار ہو چکا ہے۔ چ
انسان مذہبی تعصب اور نسلی امتیاز اور قومی بے جا طرف داری
کنارہ کش ہو کر میدان تحقیق میں نکل آیا ہے پس اب وہ اسلام کے عق
اور اعمال کو عقل سے سمجھنے اور دیدۂ دل کی روشنی میں دیکھنے
ہے۔

نیز یہ دور اپنے دین کا دوسرے ادیان عالم سے مقابلہ کرنے اور
سمجھنے کا ہے۔ اس غرض کے پیش نظر مجلس المسلمین کا قیام عمل میں
لایا گیا ہے۔

مجلس المسلمین کا نصب العین۔ محمدؐ وآلِ محمدؐ
کے طریقہ سے حاصل کئے ہوئے اسلام کا تعارف کرانا ہے۔

مجلس کی مطبوعات سے مسلمانوں کا ایمان تازہ ہوگا۔ غیر مسلمین
کی صحیح اسلام کی طرف رہنمائی ہوگی اور طالبان حق کو نور ہدایت
حاصل ہوگا

شائع کردہ
بین الاقوامی
مجلس المسلمین
۱۴-۱ ایچ - رضویہ کالونی - کراچی ۱۸ (پاکستان)
(جاوید پریس کراچی)

دینی باتیں

حصہ نہم

مصنفہ

ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی بی۔اے، پی ایچ ڈی

ناشر

مجلس المسلمین

۱۴۔ ایچ۔ رضویہ کالونی۔ کراچی ۱۸

قیمت:

دینی باتیں

سلسلہ نمبر ۹

تصنیف ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی (بی۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

ناشر مجلس المسلمین ۱۴۔ ایچ رضویہ کالونی کراچی نمبر ۱۸

کتابت سید نواب علی جعفری

مطبع ایجوکیشنل پریس کراچی

اشاعت اوّل ایک ہزار

قیمت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنیوالا اور رحیم ہے

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

(اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحتوں کے ساتھ ان کو بلاؤ اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو جو بہت ہی اچھا ہو)

سورہ النحل آیت ۱۲۵

اللہ کا فرمان

رَبِّ زِدنِی عِلمًا

(اے پالنے والے میرے علم کو بڑھا)

سورۂ طٰہٰ آیت ۱۱۴

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔ جو شخص کسی راہ میں علم حاصل کرنے جائے تو خدا اسے جنت کی راہ دکھائے گا اور بیشک ملائکہ طالب العلم کے لئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ اس سے راضی ہو کر اور یقیناً طالب العلم کے لئے استغفار کرتے ہیں اور وہ لوگ جو آسمان میں ہیں اور وہ لوگ جو زمین پر ہیں یہاں تک کہ دریا کی مچھلیاں بھی اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں شب میں چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہوتی ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں یقیناً پسند کرتا ہوں کہ میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے مارے جائیں تاکہ وہ دینی معلومات حاصل کریں۔

(۷)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ تم پر لازم ہے خدا سے ڈرو، حرام سے بچو، عبادت میں کوشش کرو۔ سچ بولا کرو۔ امانت ادا کرتے رہو، اخلاق اچھے رکھو، ہمسایہ سے اچھا سلوک کرو، اپنی جانب زبان کے بدلے اپنے کردار سے دعوت دو، سرتاپا زینت بنو، عیب نہ بنو اور تم پر لازم ہے کہ رکوع و سجود میں طول دو کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص رکوع و سجود کو طول دیتا ہے تو ابلیس اس کے پس پشت ندا دیتا ہے کہ ہائے افسوس! اس نے خدا کی عبادت کی، میں نے نافرمانی کی اس نے سجدہ کیا اور میں نے انکار کیا۔

(اصول کافی باب الورع حدیث ۹)

ترتیب

اللہ کا پہلا حُکم

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زِندگی کے چالیس برس پورے ہو چکے تھے لیکن ابھی تک آپ نے اپنی نبوّت کا اعلان نہیں کیا تھا۔ ایک دن آپ مکّہ سے قریب ایک غار میں جسے غارِ حرا کہا جاتا ہے اللہ کو یاد کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس جبرئیلؑ کو بھیجا۔ جبرئیلؑ اللہ کا ایک خاص فرشتہ ہے جو اللہ کے نبیوں کے پاس اللہ کے حُکم لایا کرتا ہے۔

جبرئیلؑ نے آتے ہی آپ کو اللہ کا پہلا حُکم سُنایا، وہ حکم تھا

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ"

(پڑھیے اللہ کے نام سے جو آپ کا پیدا کرنے والا ہے)

اللہ نے اِنسانوں کو سب سے پہلا حُکم یہ نہیں دیا کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو، خمس دو، حج کرو، جہاد کرو بلکہ سب سے پہلے یہ حُکم دیا کہ "پڑھو، عِلم حاصِل کرو"۔

اللہ یہ جانتا ہے کہ اِنسان سچّی عبادت اُسی وقت کر سکتا ہے جب وہ صحیح معنوں میں اللہ کو جانے اور پہچانے، جب وہ

یہ جانے کہ اللہ اور اِنسان کا کیا رِشتہ ہے اور جب اسے پوری طرح یہ یقین ہو جائے کہ میرا اور اِس دُنیا کا ایک پیدا کرنیوالا ضرور ہے۔

یہ یقین جسے ایمان کہتے ہیں علم ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

سچے اور پورے علم کے بغیر اللہ کی معرفت مشکل ہے۔

جِتنا جِتنا انسان کا عِلم بڑھتا جاتا ہے اتنی ہی اللہ کی معرفت بڑھتی جاتی ہے۔

ہم جغرافیہ میں پڑھتے ہیں کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ ۳۶۵ دِن میں اپنا چکّر پورا کر لیتی ہے۔ اِسی سے موسم بنتے ہیں۔ سردی اور گرمی آتی ہے اور پھر ہم سوچتے ہیں کہ زمین کو سورج کے گِرد گُھمانے والا کون؟ سورج میں گرمی پیدا کرنے والا کون؟ ہواؤں کو چلانے والا کون؟ اور پھر ہمارے دل میں یقین ہو جاتا ہے کہ ان سب کا ایک بنانے والا ضرور ہے۔

ہم نے سائنس میں پڑھا کہ ایک ننّھا سا دانہ زمین میں ڈالا گیا آسمان سے پانی برسا، زمین نے دانہ میں قوّت دی۔ ایک چھوٹی سی کونپل پھوٹی، ہوا، پانی اور دھوپ نے اسے مضبوط بنایا اور تھوڑے دنوں میں ایک ننّھے سے دانہ کا ایک بڑا سا درخت بن گیا اب ہم نے سوچا کہ پانی برسانے والا کون؟ زمین میں پیداوار کی

طاقت دینے والا کون؟ ہواؤں اور دھوپ میں زندگی کی قوتیں دینے والا کون؟ ایک ننھے سے دانہ میں ایک درخت چھپا دینے والا کون؟ اور یہیں سے ہمیں خدا کے وجود کا علم ہو گیا۔

ہم نے پڑھا کہ موٹر اور ہوائی جہاز پٹرول سے چلتے ہیں ریلیں پانی کی بھاپ سے چلتی ہیں۔ مشینیں پانی سے نکالی ہوئی بجلی سے چلتی ہیں، لیکن پانی اور پٹرول میں طاقت کس نے چھپا رکھی ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ نے۔

ایسی حالت میں ہم جوں جوں علم حاصل کرتے ہیں ہماری معرفت بھی بڑھتی ہے۔ معرفت بڑھتی ہے تو ہم اس کی سچی عبادت کرتے ہیں، ہم میں سچی انسانیت بڑھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پاک نبیؐ نے ہمیں علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ کا ارشاد یہ ہے کہ :-

۱۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ ۵

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

۲۔ مِدَادُ الْعَالِمِ خَیْرٌ مِّنْ دَمِ الشُّھَدَآءِ ۵

عالم کی روشنائی شہید کے خون سے بہتر ہے۔

۳۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ ٥

"علم حاصل کرو چاہے اس کے لئے چین تک جانا پڑے۔"

ان احکام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم پر علم حاصل کرنا واجب ہے۔

عقل کی راہ

علم ہمیں خدا کی راہ دکھاتا ہے اور سچے علم کی بدولت ہم یہ جان لیتے ہیں کہ کوئی اس دنیا کا اور ہمارا پیدا کرنے والا ضرور ہے۔ یہی نہیں بلکہ ہم یہ بھی سمجھ لیتے ہیں کہ یہ پیدا کرنے والا بڑی عقل والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔ اس لیے کہ دُنیا کا سب کام کاج ٹھیک قاعدہ پر ہوتا ہے۔ دن اور رات اپنے اپنے وقت پر آتے ہیں۔ موسم اپنے اپنے مقررہ وقت پر آتے ہیں۔ سُورج اپنے وقت پر نکلتا ہے۔ زمین اپنے قاعدہ پر گھومتی ہے۔ غرض اللہ نے جس چیز کے لئے جو قاعدہ بنا دیا ہے اسی قاعدہ پر ہر چیز چلتی ہے اور ان میں سے ہر قاعدہ اپنی جگہ پر بالکل ٹھیک ہے۔

اللہ عالم و دانا ہے۔ اور علم والے تو کوئی بیکار کام نہیں کرتے۔ اللہ نے ہمیں پیدا کیا تو یقیناً بیکار پیدا نہیں کیا ہوگا۔ ہمارے پیدا کرنے کا کوئی مقصد ہوگا۔

ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہمارے پیدا کیے جانے کا مقصد

کیا ہے؟

اللہ کو تو ہم دیکھ نہیں سکتے، وہ ہم سے براہ راست بات بھی نہیں کرتا، پھر ہمیں کیوں کر معلوم ہو کہ ہم کس لئے پیدا کئے گئے؟

یہ بتلانے کے لئے اللہ نے نبی اور امام بھیجے نبیوں اور اماموں نے ہمیں بتلایا کہ اللہ نے ہمیں کس غرض سے پیدا کیا ہے؟ ہمیں اِس دُنیا میں کیا کام کرنا ہیں؟ اور دُنیا میں رہنے کا اللہ کے نزدیک اچھّا اور سچّا راستہ کون سا ہے؟

جب ہم نے یہ جان لیا کہ اللہ نے ہمیں کِس غرض سے پیدا کیا ہے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم نے اپنا کام پورا کیا تو ہمارا انعام کیا؟ اور اگر ہم نے اپنا کام نہیں کیا تو ہماری سزا کیا؟

اللہ نے اِسی انعام اور سزا کے لئے ایک دن مُقرّر کیا ہے جس کا نام ہے قیامت۔

یہ ہے دِین جو تمام تر عقلی ہے۔

عقل سے سوچیے تو معلوم ہو گا کہ یہ سب باتیں بالکل

صحیح ہیں۔ ہمارا دل اور ہمارا دماغ دونوں اسے ماننے پر مجبور ہیں۔

ہمارا دِین بالکل عقلی ہے۔

دُنیا میں بہت سے دِین ہیں لیکن اُن میں صرف اسلام ہی ایک ایسا دِین ہے جس کی ہر بات عقل کی میزان پر پوری اُترتی ہے چنانچہ ہمارے اصولِ دین ایسے ہیں۔

اللہ کا ہر حکم عقلی ہے' اُسے ماننے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔

اچھے مُسلمان اللہ کے ہر حکم پر غور کرتے ہیں اور اپنے دِین کو علم اور عقل کی روشنی میں مانتے ہیں۔

ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے:۔

"عقل اور علم کی روشنی میں ایمان ہے"

یہی ہمارے دین کی سچائی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

چنانچہ اللہ نے ہمارے پاک نبیؐ کی تعریف میں فرمایا ہے کہ:۔

"وہ ان کو کتاب (علم) اور حکمت (عقل) کی تعلیم دیتا ہے"

عِلم اور عقل اسلام کے دو بڑے زیور ہیں' انھیں کے سہارے دُنیا میں اسلام پھیلا اور آج تک باقی ہے۔

اچھے کام

ہماری عقل نے بتلایا کہ سچ بولنا اچھا کام ہے۔

ہمارے علم نے بتایا کہ شراب پینے سے صحت اور اخلاق دونوں بگڑتے ہیں۔

اب اگر ہم نے عقل اور علم کی بات نہ مانی، جھوٹ بولے اور شراب پی تو پھر یہ عقل اور علم کس کام کے؟

ایسی حالت میں یہ ضروری ہے کہ علم اور عقل جن باتوں کا حکم دیں وہ ضرور کیے جائیں اور جن باتوں سے روکیں وہ نہ کئے جائیں۔ اگر علم اور عقل پر عمل نہ کیا جائے تو علم بھی بیکار عقل بھی بے سود۔

ہماری عقل کہتی ہے کہ دنیا میں سچائی اور ایمانداری کی زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ کسی کو دھوکا نہیں دینا چاہیئے۔ جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔ ماں باپ اور بڑوں کا ادب کرنا چاہیئے۔ سب سے میل جول رکھنا چاہیئے۔ کسی سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔ میلے کچیلے نہیں رہنا چاہیئے۔ گندی باتیں زبان سے نہیں

نکالنا چاہئیں غریبوں اور مسافروں کی مدد کرنا چاہیئے۔ بیماروں کی خدمت کرنا چاہیئے۔ شراب، جوا، گانا بجانا، ناچ رنگ اور سینما وغیرہ میں روپیہ نہیں لٹانا چاہیئے یہ سب عقل باتیں ہیں.
اب اگر ہم ان عقل کی باتوں پر عمل نہ کریں تو کیا یہ ہماری بیوقوفی کی نشانی نہیں ہوگی؟

اسی طرح ہمارے علم اور ہماری عقل کا یہ فیصلہ ہے کہ اس دُنیا کا ایک پیدا کرنے والا ہے اور اس پیدا کرنے والے نے ہمیں زندگی بسر کرنے کا ایک ایسا اچھا قانون دیا ہے جس پر عمل کرنے میں خود ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اگر ہم عقل اور علم کے اس فیصلہ پر عمل نہ کریں تو کیا یہ عقل کی بات ہوگی؟

نہیں! بالکل نہیں!!

اللہ، نبیؐ اور امامؑ کو ماننا لیکن اُن کے حکم پر عمل نہ کرنا علم اور عقل کے فیصلہ کے خلاف کام کرنا ہے۔

اچھے مسلمان عقل اور علم کے فیصلہ کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اس لیئے وہ اللہ اور نبیؐ کا ہر حکم پورا کرتے ہیں۔ اماموں کی ہر بات مانتے ہیں۔ صرف وہی کام کرتے ہیں

جن کا اللہ، نبیؐ اور امامؑ نے حکم دیا ہے۔ اور ایسا کوئی کام نہیں کرتے جس سے اللہ، نبیؐ اور امامؑ نے روکا ہے۔

یہی عقل کا راستہ ہے، یہی علم کا فیصلہ ہے۔

بعض آدمیوں کے پاس علم بھی کم ہوتا ہے اور عقل بھی کم ہوتی ہے۔ اس لئے وہ آسانی سے یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ یہ کام اچھا ہے یا بُرا؟

اللہ کا کرم دیکھئے کہ اس نے ہماری یہ مشکل بھی حل کر دی۔ اس نے خود ہی اچھے اور بُرے کام بتلا دیئے۔ قرآنِ پاک اور شریعت کی کتابوں میں یہ سب باتیں موجود ہیں۔

جو کام ایسے اچھے ہیں اور اُن میں بُرائی نہیں اور اُسے انسانوں کو ہر حالت میں کرنا چاہئیں اُن کو کہا گیا "واجب"۔

جو کام اچھے ہیں لیکن واجب نہیں، البتہ اُن کے کرنے میں ثواب بہت ہے اور ترک میں گناہ نہیں اُنہیں کہا گیا "مستحب"۔

جن کاموں میں بُرائی بھی نہیں اور کوئی ثواب بھی نہیں وہ کہلاتے ہیں "مباح"۔

جو کام بہت ہی بُرے ہیں اور اُن میں اچھائی نہیں اور انسانوں کو کسی حالت میں نہیں کرنا چاہئیں وہ "حرام" کہلائے۔

جو کام زیادہ بُرے تو نہیں لیکن اِنسان اُن سے بچتا رہے تو اچھا ہے اور کرے تو گناہ نہیں اُن کا نام رکھا گیا "مکروہ"۔

اللہ نے کاموں کی جو یہ تقسیم کی ہے وہ بالکل عقلی ہے۔ ہماری عقل بھی وہی کہتی ہے جو اللہ کا حکم ہے۔ اِس لئے ہمیں اپنے ہر کام میں یہ ضرور دیکھنا چاہیئے کہ وہ اچھا ہے یا بُرا، جائز ہے یا ناجائز۔ حلال ہے یا حرام تاکہ ہم صرف اچھے کام کریں اور بُرے یا غلط کاموں میں پھنس کر بے وقوف نہ کہلائیں۔

"ایمان اور اچھے کام"
یہ ہے سچے مُسلمان کی نشانی۔

جس کا ایمان ٹھیک اور عمل ٹھیک نہیں وہ اچھا مُسلمان نہیں۔

اچھا اور سچا مسلمان وہی ہے جس کا اِیمان بھی ٹھیک اور عمل بھی اچھا۔

اسی بات کو اللہ نے جگہ جگہ قرآن پاک میں کہا ہے۔ "اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے عمل کئے

ہمیں اچھے مُسلمان کی حیثیت سے اللہ کے اس حُکم پر جو عقل کا بھی حکم ہے ضرور عمل کرنا چاہیئے۔

مسلمانوں کے علوم

آج سے چودہ سو برس پہلے دُنیا میں ہر طرف جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ہمارے پاک نبی حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساری دُنیا پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے دُنیا میں علم کی روشنی عام کی۔ اِنسانوں کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا اور آج دُنیا میں علم کی جو روشنی پھیلی دکھائی دیتی ہے وہ آپ ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

آپ نے ہمیں قرآن دیا جو ہر علم کا خزانہ ہے اور اسی الٰہی کتاب کے نتیجہ میں مُسلمانوں میں وہ علم پھیلے جن پر ہم ناز کرتے ہیں۔

علم دو طرح کے ہیں۔ ایک دینی علم اور دوسرے دُنیاوی عِلم اور مُسلمانوں نے اِن دونوں میں ہمیشہ کمال حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

دینی عِلم بھی کئی قسم کے ہیں۔

اِسلامی دینی علوم کا سب سے بڑا خزانہ خود قرآن پاک ہے

مسلمانوں نے قرآنِ پاک کی جو شرحیں لکھی ہیں ان کو تفسیر کہتے ہیں تفسیر کا علم بہت بڑا علم ہے۔ قرآن پاک کی کس آیت کا کیا مطلب ہے؟ اِسے بیان کرنا تفسیر کا کام ہے۔ قرآن پاک کی سچی تفسیر صرف وہ ہے جو ائمہ علیہم السلام نے بتائی ہے۔ اپنی رائے سے قرآنِ پاک کی کسی آیت کا کوئی مطلب بنا لینا ٹھیک نہیں ہے۔

تفسیر کے بعد مسلمانوں کا دُوسرا بڑا علم حدیث ہے۔ ہمارے نبیؐ اور ائمہؑ نے مختلف چیزوں کے متعلق فرمایا ہے۔ اُسے لکھ لیا گیا اور ان معصومینؑ کے اقوال کو حدیث کہتے ہیں حدیث کی بہت سی کتابیں ہیں لیکن جو حدیثیں ہمارے ائمہؑ نے یا سچے ایمان والوں نے بیان کی ہیں ہم صرف اُنھیں پر ایمان رکھتے ہیں۔

ہمارا تیسرا بڑا علم فقہ ہے۔ فقہ ہماری شریعت کے علم کو کہتے ہیں۔ ہماری نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس اور جہاد وغیرہ کے طریقے جائز اور ناجائز، حرام اور حلال اور ہماری روزمرہ کی زندگی کے معاملات مثلاً شادی بیاہ، طلاق، وراثت کاروبار، کھانا پینا، آپس کے تعلقات وغیرہ کے اسلامی قانون

ہمیں اِسی علم سے حاصل ہوتے ہیں۔ جو لوگ اس علم میں کامل ہوتے ہیں وہ مُجتہد کہلاتے ہیں۔

تاریخ بھی اِسلام کا بہت بڑا علم ہے۔ سچّی بات تو یہ ہے کہ مُسلمان ہی دنیا میں علم تاریخ کے مُوجد ہیں اور اُنھوں نے بڑی اچھی اچھی تاریخ کی کتابیں لکھی ہیں۔

اِسلام کو عقل کی روشنی میں دُنیا میں پھیلانے اور اسلام کے مخالفین کے اعتراضات کا خوبصورتی سے جواب دینے کے لیے ہمارے پاس ایک خاص علم ہے جسے عِلم کلام کہا جاتا ہے۔

حدیث اور تاریخ کے واقعات ہمیں جن لوگوں سے معلوم ہوئے وہ سچّے تھے یا جھوٹے بھروسے کے قابل تھے یا نہیں اِسے جاننے کے لیے ایک خاص علم ہے جسے علم رجال کہا جاتا ہے۔

یہ مسلمانوں کے اپنے مذہبی علوم ہیں۔ ان علوم پر مسلمانوں نے ہزاروں کتابیں لکھی ہیں۔

مذہبی علوم کے سب سے بڑے عالم خود حضرت محمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تھے۔ آپ کے بعد حضرت علی علیہ السّلام اور ہمارے دوسرے ائمہؑ ان علوم کا سرچشمہ تھے۔

مذہب کے معاملہ میں ہم صرف وہی باتیں مان سکتے ہیں جو ہمارے نبیؐ یا ہمارے اماموں سے ہمیں مِلتی ہیں۔ اس لئے کہ دِین کا سچا علم صِرف انھیں بزرگوں کو تھا۔

عِلم دین حاصل کرنا یا پھیلانا بڑے ثواب کا کام ہے۔ ہمارے پاک نبیؐ کا ارشاد ہے کہ عِلم پھیلانے سے زیادہ کوئی بڑی نیکی نہیں پس ہمیں خود بھی عِلم دین حاصل کرنا چاہیئے۔ اور دوسروں کو بھی یہ عِلم سکھانا چاہیئے۔

ہماری علمی ترقیاں

نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے نتیجہ میں مسلمانوں نے علمی میدان میں بڑی ترقی کی اور اس حقیقت کو سبھی مانتے ہیں کہ آج دنیا میں جو علمی ترقی نظر آتی ہے اس کی شمع روشن کرنے والے مسلمان ہی تھے۔

مسلمانوں نے صرف تفسیر، حدیث، کلام، رجال اور فقہ کے علوم ہی دُنیا میں نہیں پھیلائے دُوسرے علوم بھی مسلمانوں ہی کی بدولت دُنیا میں پھیلے ہیں۔

تاریخ کا علم مسلمانوں نے ایجاد کیا اور آج یہ دُنیا کا ایک بہت بڑا علم ہے۔

یہ جغرافیہ جو ہم آپ اسکول میں پڑھتے ہیں اس کی ایجاد کا سہرا بھی مسلمانوں کے سر ہے۔ مسلمان بیوپاری تجارت کے لئے دُور دراز مُلکوں میں جاتے تھے۔ ان کے علاوہ مسلمان عُلماء دین پھیلانے کے لئے جگہ جگہ جاتے تھے۔ اِس لئے ان لوگوں نے ہر مُلک کی آب وہوا پیداوار اور رہن سہن کے متعلق

کتابیں لکھیں اور اُن سے دُنیا کو جغرافیہ کا عِلم ملا۔ یہ بڑے کام کا عِلم ہے اور اُس کے جاننے سے بڑے فائدے ہوتے ہیں۔

ریاضی کے عِلم کو مُسلمانوں نے بڑی ترقی دی اور الجبرا ایجاد کیا جس سے دُنیا کو بڑا فائدہ پہنچا۔

عِلم کیمیا جو ہماری موجودہ سائنس کی بنیاد ہے، ہمارے چھٹے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد جابر ابن حیان نے دُنیا کو عطا کیا۔

عِلم طب کو مُسلمانوں نے بڑی ترقّی دی۔ اُنھوں نے نئی نئی دوائیں اِیجاد کیں۔ بیماریوں کے علاج کے نئے نئے طریقے ایجاد کیے۔ اور اس طرح انسانوں کی ایک بڑی خدمت انجام دی۔

جہاز رانی کا فن آج جس ترقی یافتہ شکل میں نظر آتا ہے اُس ترقی کی موجودہ منزل پر پہنچانے میں بھی مُسلمانوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ راستوں کو سمجھنے کے لئے قطب نما کی ایجاد مُسلمانوں کا ہی کارنامہ ہے۔

گھڑی بھی مُسلمانوں کی ایجاد ہے۔

ستاروں کو دیکھنے اور اُن کی چال معلوم کرنے کے لئے

اصطرلاب بھی مسلمانوں نے ہی بنائے۔

منطق، فلسفہ، شاعری، ادب اور دوسرے علوم بھی مسلمانوں نے ہی دُنیا میں عام کیے۔

اُس وقت جب کہ ساری دُنیا جہالت کا شکار تھی مسلمان ملکوں میں بڑے بڑے مدارس قائم تھے۔ جہاں ہر وقت علم کا چرچا رہتا تھا۔

مدینہ، نجف، بغداد، قاہرہ، دہلی، لاہور، ملتان، لکھنؤ، بخارا، سمرقند، شیراز، قرطبہ، غرناطہ اور دوسرے شہروں میں اُس وقت بھی اسلامی دارُالعلوم قائم تھے جب دُنیا کے دوسرے تمام شہروں میں جہالت پھیلی ہوئی تھی۔

آج یورپ اور امریکہ میں بڑے بڑے کالج ہیں لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یورپ والوں نے پہلے مسلمانوں کے مدارس میں ہی آکر تعلیم حاصل کی ہے۔ اور مسلمان ہی اُن یورپ والوں کے اُستاد ہیں۔

ہمارے پہلے امامؑ کا ارشاد ہے کہ:-

"علم و حکمت مومن کی کھوئی ہوئی ملکیت ہیں۔

انھیں جہاں پاؤ لے لو۔"

مسلمانوں نے جتنی ترقی کی، علم کے سہارے کی آئندہ بھی مسلمانوں کی ترقی کا انحصار علم پر ہی ہے۔

سچّی ترقّی

ایک مسلمان نے بہت سی دولت جمع کرلی۔ ایک دُوسرا مسلمان انجینیر یا ڈاکٹر بن گیا۔ ایک تیسرا مُسلمان بڑا سرکاری افسر بن گیا۔

ہم کہیں گے۔ "ان سب نے بڑی ترقی کی ہے۔"

لیکن ہندو اور عیسائی بھی دولت جمع کرتے ہیں، پڑھتے لکھتے ہیں سرکاری افسر بھی بنتے ہیں، راج بھی چلاتے ہیں۔ پھر ایک مُسلمان میں اور اُن میں کیا فرق ہے؟

بڑا فرق ہے ان دونوں میں۔

ہندو، مسلمان، عیسائی، یہودی دُنیا کے معاملہ میں تو سبھی ترقی کرتے ہیں۔ لیکن مُسلمان وہ ہیں جو صرف دُنیاوی ترقی کو بڑی چیز نہیں مانتے۔ مُسلمان رُوحانی ترقی کو بڑی چیز مانتے ہیں۔

مُسلمان کے نزدیک دولت اور حکومت بڑی چیز نہیں، اللہ کی محبّت بڑی چیز ہے۔

ہمارے نزدیک اصلی اور سچّی ترقی اس میں ہے کہ انسان اللہ

کی صفاتِ کمال کا نمونہ بن جائے۔ مثلاً :۔

اللہ عالم ہے اس لیئے ہمیں علم میں کمال حاصل کرنا چاہیئے۔

اللہ قادر ہے، اس لیئے ہمیں علم کے سہارے دُنیا کی ہر چیز پر قُدرت حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

اللہ حی ہے۔ اِس لیئے ہمیں ایسے کام کرنا چاہیئیں جن سے ہمارا اور ہماری قوم کا نام ہمیشہ زندہ رہے۔

اللہ مُرید ہے۔ اس لیئے ہمیں بھی اپنے ارادہ واختیار کی قُوتوں کو مضبوط بنانا چاہیئے۔

اللہ مدرک ہے۔ اور بغیر آنکھ، ناک، کان کی مدد کے ہر چیز جانتا ہے، ہمیں آنکھ، ناک، کان، دِل اور دماغ سے کام لیتے ہوئے نئی نئی باتیں معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

اللہ قدیم ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہمیں بھی ایسے کام کرنا چاہیئیں جن کے نتیجہ میں ہمیں دائمی زِندگی مل جائے۔

اللہ کو ماننا دُنیا کی ہر ترقی کی بنیاد ہے۔

ہم مُسلمان صرف اللہ کے سامنے سر جُھکاتے اور دُنیا کی ہر چیز کو انسان کی ملکیت مانتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہمارا فرض ہو جاتا ہے کہ ہم دُنیا کی ہر چیز سے فائدہ اُٹھانا شروع کر دیتے ہیں

تو لبس یہیں سے ہماری ترقی شروع ہو جاتی ہے۔

ہم اللہ کی محبت سے دُنیاوی ترقی بھی پاتے ہیں اور روحانی ترقی بھی حاصل کرتے ہیں۔

دوسری قومیں صرف دُنیاوی ترقی کرتی ہیں ہم اپنی ہر دُنیاوی ترقی کو اللہ کے کام میں لگاکر روحانی ترقی بھی حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً ہماری دولت اللہ کے لئے خرچ ہوتی ہے اور ہمارا علم انسانوں کی خدمت کے کام آتا ہے۔ اس سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس کی خوشی کے نتیجہ میں ہمیں رُوحانی ترقی بھی نصیب ہوتی ہے۔

سچی ترقی یہی ہے کہ دینی اور دُنیاوی دونوں میدانوں میں ترقی کی جائے اور یہ نعمت اللہ کی سچی محبت اور اسلام کی پابندی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ کی محبت

اللہ کی سچی محبت دین اور دُنیا میں ترقی کی نشانی ہے۔
لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ سے محبت کا طریقہ کیا ہے؟
ہم اپنے ایک دوست سے محبت کرتے ہیں لیکن اگر ہم اس سے بات چیت کرنا بند کر دیں، وہ بیمار پڑے تو دیکھنے بھی نہ جائیں، اُس کی کوئی بات نہ مانیں، اس کی کوئی خوشی پُوری نہ کریں، اس کے دُکھ درد میں اس کی کوئی مدد نہ کریں تو کیا کوئی بھی یہ مان سکے گا کہ ہم اُس دوست سے محبت کرتے ہیں؟
نہیں! اس لئے کہ محبت کے لئے عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ عمل نہ ہو تو محبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
ہم کہتے ہیں کہ ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہم اللہ سے بات چیت نہ کریں، اُس کی کوئی بات نہ مانیں، اُس کی کوئی خوشی پُوری نہ کریں تو کیا یہ مان لیا جائے گا کہ ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں؟
نہیں! بالکل نہیں!!

اللہ سے بات چیت کا بہترین ذریعہ ہے نماز۔ نماز میں ہم اللہ کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ سے باتیں کرتے ہیں۔ دن میں پانچ مرتبہ ہمیں اللہ سے بات کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اللہ کو اپنے بندوں کے لئے ہماری مدد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ کے بہت سے بندے غریب ہیں، پریشان ہیں، مصیبت زدہ ہیں، خمس، زکوٰۃ اور خیرات وغیرہ کے ذریعہ ہم اللہ کے ان بندوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ یہی اللہ کی مدد کرنا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ کا دین مٹنے لگے تو اسے بچانے کے لیے جنگ کرنا بھی اللہ کی مدد کرنا ہے۔ اسے ہی جہاد کہتے ہیں۔

اللہ کا دین اور نیکی کا پیغام پھیلانے میں جان و مال سے مدد کرنا بھی اللہ کی مدد کرنا ہے۔

حج کے لیے جانا تو گویا اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا ہے

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس اور جہاد اللہ سے محبت کی نشانیاں ہیں۔ ان کی پابندی کئے بغیر اللہ سے محبت کا دعویٰ کرنا بغیر ثبوت کا دعویٰ ہے جسے کوئی قبول نہیں کر سکتا۔

اللہ کی ہر بات ماننا اللہ کی محبت کا سب سے بڑا ثبوت ہے اللہ کی باتیں اور اس کے سارے حکم قرآن پاک اور احادیث میں لکھے

ہیں۔ اس لئے ہمیں روزانہ قرآنِ پاک پڑھنا چاہیے۔ تاکہ ہم اللہ کے حکم جان کر اُن پر عمل کر سکیں۔ اقوالِ پیغمبر اسلامؐ و ائمہؑ معلوم کریں اور اُن پر عمل کریں۔

اللہ کے پاک بندوں یعنی انبیاءؑ ائمہؑ اور شہداء سے محبت بھی اللہ ہی کی محبت ہے۔ اس لئے ہمیں انبیاءؑ اور ائمہؑ سے پوری محبت رکھنا چاہیئے۔

ہمارے پاک نبیؐ اور ہمارے ائمہؑ کی زندگی ہمارے لئے ایک نمونۂ عمل ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو دین و دُنیا کے بادشاہ تھے۔ جو انسانی ترقی کی آخری حد تک پہنچ چکے تھے۔ اُن کی پیروی کر کے ہم بھی اپنی زندگی کو بے حد ترقی یافتہ بنا سکتے ہیں۔

نبیؐ اور امامؑ ہمیں ایک اعلیٰ زندگی کی دعوت دیتے ہیں، ان کی پیروی ہمیں علم اور عقل کا سبق دیتی ہے اور ان کی محبت ہمیں انسانیت کی ان حدود میں لے جاتی ہے جہاں انسان فرشتوں سے افضل ہو جاتا ہے۔

اللہ سے محبت، نبیؐ سے محبت، ائمہؑ سے محبت اور اُن کے احکام کی تعمیل اصلی اور سچی ترقی کی نشانیاں ہیں۔ ہمارے بزرگ اِسی محبت کے سہارے دُنیا اور آخرت میں بڑے بنے۔ ہم بھی محبت کی اسی راہ پر چل کر دُنیا اور آخرت میں سربلند ہو سکتے ہیں۔

نمازِ جماعت

نماز اللہ کی محبت کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ اللہ نے ہم پر دن میں پانچ وقت کی نماز واجب کی ہے۔ اور اس میں بھی ہمارا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

ہم صبح صبح سو کر اُٹھتے ہیں، وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ آج کا دن ہمارے لئے مُبارک کرے۔ ہمارے کاموں میں برکت دے۔ ہمیں علم دے۔ دولت دے، عزت دے، ترقی دے، ہمیں گناہوں سے محفوظ رکھے، ہمیں اچھی اور سیدھی راہ پر چلائے، اللہ یہ دعا سنتا ہے اور اس سے خود ہمیں کو فائدہ ہوتا ہے۔

دوپہر کو سورج ڈھلتے ہی ہم ظہر کی نماز پڑھتے ہیں تاکہ صبح سے لے کر دوپہر تک اللہ نے ہمیں جو نعمتیں دی ہیں اُن پر ہم اس کا شکریہ ادا کریں۔ اور دن کے بقیہ حصہ میں اپنے لئے کامیابی اور ترقی کی دُعا کر سکیں۔ بعد ظہر، نمازِ عصر کا وقت آجاتا ہے اس کے پڑھنے سے بھی ہم کو وہی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

لیجئے اب شام کا وقت آیا۔ یہ وہ وقت ہے جب ہمارا
دن کا کام ختم ہو چکا۔ اب ہم دن بھر کے کاموں کا جائزہ لے
کر اللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو اُس نے ہمارے کاموں
میں کی ہے۔ ہم گویا اللہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ مِلا ہے تیرے
ہی دربار سے مِلا ہے۔ ہم اپنے ہر کام میں تجھی سے خیر و برکت
مانگتے ہیں اور اپنے کاموں کا بدلہ تجھی پر چھوڑتے ہیں۔

سُورج ڈوبتا ہے تو دونوں وقت ملتے ہی ہم پھر اللہ کے
دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم خیریت سے دن گزرنے
پر اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور نماز مغرب ادا کرتے ہیں۔

نماز مغرب ادا کر لینے کے بعد ہم عشاء کی نماز پڑھتے ہیں۔
اب ہم سونے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن سونے سے پہلے
بھی اللہ کو یاد کر لینا ضروری ہے۔ وہی نیند کی حالت میں ہماری
حفاظت کرنے والا ہے۔ وہی نیند کے سہارے ہماری کھوئی
ہوئی طاقتوں کو بازیاب کرنے والا ہے۔ نیند بھی اس کی ایک
نعمت ہے۔ اس کے لئے بھی ہمیں اُس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔

نماز اکیلے بھی پڑھی جاتی ہے اور سب کے ساتھ مل کر جماعت سے بھی۔
لیکن جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

نمازِ جماعت میں دُنیاوی اور دینی دونوں فائدے ہیں۔
جماعت میں امیر اور غریب بڑے اور چھوٹے سب شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہوتے ہیں، اس سے امیروں کا غرور ٹوٹتا ہے۔ اور غریبوں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ انسانی مساوات کی سب سے اچھی تصویر نمازِ جماعت ہی میں ہمارے سامنے آتی ہے۔

نمازِ جماعت میں سب کی نیت ایک ہوتی ہے، زبان ایک ہوتی ہے۔ اعمال ایک ہوتے ہیں، رکوع میں جاتے ہیں تو سب ساتھ سجدہ کرتے ہیں تو سب ساتھ اس سے لوگوں کو اتحاد کا ایک ساتھ مِل کے کام کرنے کا سبق مِلتا ہے۔

نماز جماعت میں بہت سے لوگ ایک دُوسرے سے ملتے ہیں۔ ایک دوسرے کا دُکھ درد معلوم کرتا ہے، اس کی مدد کرتا ہے۔ نئی نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ آپس میں میل محبت بڑھتی ہے، دوستوں کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور دُوسروں کے تجربات کی روشنی میں اپنی زندگی سنوارنے کا موقع ہاتھ آتا ہے۔

نماز جماعت میں ہم ایک پیش نماز کی پیروی کرتے ہیں، جس سے ہم میں اطاعت اور نظم وضبط کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔

نمازِ جماعت میں صف بندی پیش نماز کی پیروی اور نظم وضبط ہم میں سپاہیانہ شان پیدا کرتی ہے۔

نماز جماعت کے نتیجہ میں ہماری مسجدیں آباد رہتی ہیں، مسلمانوں کی شان بڑھتی ہے۔ اور دشمنوں پر مسلمانوں کا اتحاد بڑا اثر ڈالتا ہے۔

اللہ نے نمازِ جماعت کا بڑا ثواب رکھا ہے۔ جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز کا ثواب اکیلے پڑھی جانے والی ستر نمازوں کے برابر ہے۔

ہمارے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام نے نماز جماعت پر بڑا زور دیا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو نماز جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنی چاہیئے۔

نمازِ جمعہ

روزمرہ کی نمازیں ہم اپنی قریب کی مسجد میں پڑھ لیتے ہیں جس کے نتیجہ میں ہمارے محلہ والوں اور پڑوسیوں سے ہمارا میل جول بڑھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ ہمارے دوستوں کا حلقہ بڑھے۔ ہم زیادہ سے زیادہ آدمیوں سے مل کر اُن کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں سے تعلقات پیدا کر کے اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ ہماری معلومات میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو۔ ہمارا اتحاد زیادہ سے زیادہ مستحکم ہو۔ غیر مذاہب والوں پر ہمارے دین کی شان ظاہر ہو۔ دُشمنوں پر ہمارا رُعب قائم ہو۔ اس لیئے اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم جمعہ کے دن ظہر کے وقت جامع مسجد میں جمع ہوں اور نمازِ جمعہ ادا کریں۔ نماز جمعہ میں سارے شہر کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور سیکڑوں آدمی فوجوں کی طرح صفیں جمائے پرے باندھے اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر اس شان سے اپنی نیاز مندی کا اظہار کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا اتحاد بھی دُنیا پر

ظاہر ہو جاتا ہے ان کی شان اور طاقت بھی ظاہر ہو جاتی ہے اور دُنیا کی نگاہوں میں اِسلام کا وقار بھی بلند ہو جاتا ہے۔ اس دن غسل کرنا چاہیئے اور صاف کپڑے پہننا چاہیئے۔

نمازِ جمعہ میں پہلے پیش نماز عربی زبان میں ایک خطبہ پڑھتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد مسلمانوں کو دین کے احکام سُناتا ہے اُن کے فرائض یاد دلاتا ہے، اُن کو دین و دنیا میں ترقی کی راہیں دکھاتا ہے۔ کتاب اللہ، سنتِ رسولؐ اور تعلیماتِ ائمہ پر عمل کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ چند لمحوں کے لئے بیٹھ جاتا ہے۔ پھر اُٹھتا ہے اور دوسرا خطبہ شروع کرتا ہے۔ اس مرتبہ اللہ کی وحدانیت، نبی کریمؐ کی رسالت اور ائمہؑ کی حقانیت کا بھرے مجمع میں اعلان کرنے کے بعد مُسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہوئے خطبہ ختم کر دیتا ہے۔ ان خطبوں کا سُننا واجب ہے۔ اِنھیں پوری توجہ سے سُننا چاہیئے۔

اس طرح مُسلمانوں کو ہر ہفتہ میں ایک بار اپنے دین اور مُسلمان کی حیثیت سے اپنے روزمرہ کے فرائض کی تعلیم مِل جاتی ہے۔

اس کے بعد دو رکعت نمازِ جمعہ ادا کی جاتی ہے۔

نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں پیش نماز سورۂ حمد کے بعد سورۂ جمعہ پڑھتا ہے۔ اس سورہ میں بتلایا گیا ہے کہ اللہ کے سچے دوست وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں جان دینے کے لیے تیار ہیں۔

یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ نماز جمعہ پڑھنے کے بعد تجارت وغیرہ سے اپنی روزی کا بندوبست کرو اور اللہ تمھاری روزی میں برکت دے گا۔

یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اللہ کا نبیؐ مسلمانوں کے دلوں کو پاک کر کے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

گویا اس سورہ میں علم و حکمت وسعتِ رزق اور عشقِ الٰہی کی تعلیم ایک ساتھ موجود ہے۔

سورۂ جمعہ کے بعد پہلی رکعت میں ہی قنوت پڑھا جاتا ہے۔ سورۂ حمد اور سورۂ جمعہ تو پیش نماز پڑھتا ہے اور سب کھڑے سنتے رہتے ہیں قنوت البتہ سب پڑھتے ہیں نماز جمعہ کا قنوت یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبِیْدًا مِّنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ قَامُوْا بِکِتَابِکَ وَسُنَّتِ نَبِیِّکَ فَاجْزِھِمْ عَنَّا خَیْرَ الْجَزَاءِ

قنوت کے بعد روزمرہ کی نمازوں کی طرح رکوع اور سجدے

کیے جاتے ہیں اور پھر دوسری رکعت شروع ہوتی ہے جس میں پیش نماز سورہ حمد کے بعد سورہ مُنافِقُون پڑھتا ہے۔ اس سُورہ میں مُسلمانوں کو مُنافقین سے خبردار کیا گیا ہے۔ مُنافق اُسے کہتے ہیں جو زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتا ہے اور دل کے اندر کافر ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جن کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ بڑے خطرناک ہوتے ہیں اللہ ہمیں ایسے لوگوں سے دور رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس سُورہ میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مالی امداد کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔

سورۂ جمعہ میں مسلمانوں کو روپیہ کمانے کی اور سورہ منافقین میں ایک دوسرے کی مالی امداد کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اگر مسلمان ان دونوں باتوں پر عمل کریں تو وہ بڑی ترقی کر سکتے ہیں۔ سورہ حمد پڑھنے کے بعد ہم رکوع میں جاتے ہیں۔ رکوع سے اُٹھ کر پھر ایک بار قنوت پڑھا جاتا ہے۔ یہ وہی قنوت ہوتا ہے جو ہم نے پہلی رکعت میں پڑھا تھا۔ قنوت کے بعد سب سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور پھر تشہد اور سلام پڑھ کر نماز ختم کر دی جاتی ہے۔ نماز جمعہ کے شرائط اور مسائل، مسائل کی کتابوں میں مفصل تحریر ہیں۔

کتنی اچھی اور کتنی فائدہ مند ہے جُمعہ کی نماز۔

نمازِ عیدین

مُسلمان سال میں خوشی کے دو بڑے تہوار مناتے ہیں۔ ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ۔ یہ دونوں بڑی خوشی کے دن ہیں۔ ان میں غسل کرنا چاہیئے۔ اچھے اور صاف کپڑے پہننا چاہیئیں۔ دوستوں سے مصافحہ کرنا اور گلے ملنا چاہیئے۔ اور جامع مسجد میں نماز عید ادا کر کے مُسلمانوں کے اتحاد اُن کی شان اور ان کی طاقت کا اظہار کرنا چاہیئے۔

عید الفطر رمضان کے خاتمہ پر منائی جاتی ہے۔ روزہ سے مسلمانوں میں ایمان کا، روحانیت کا صبر کا، قناعت کا اور غریبوں کی امداد کا جو جذبہ اُبھرتا ہے اس کی خوشی منانے کے لیے ہم عید مناتے ہیں۔ مسلمانوں کی خوشی ناچ گانا یا بیہودہ کھیل کود کا نام نہیں ہم تو ان ایمانی، روحانی اور اخلاقی فائدوں کے لئے جو ہمیں رمضان میں حاصل ہوتے ہیں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اِسی لئے نماز عید پڑھتے ہیں۔

عید الاضحیٰ میں مُسلمان قربانی کرتے ہیں اور اس طرح اللہ کی راہ میں، اسلام کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ یہی مومن کی معراج ہے۔ یہی مُسلمان کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین ہے۔

اسی عہد کی خوشی میں ہم دو رکعت نماز ادا کیا کرتے ہیں نمازِ عید کی نیت یہ ہے :-

" دو رکعت نماز (عیدُ الفطر یا عیدُ الاضحیٰ) پڑھتا ہوں میں سُنّت قُربۃً اِلی اللّٰہ"

نیت کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سورہ حمد اور سورۃ الاعلیٰ پڑھے جاتے ہیں۔ سورہ الاعلیٰ میں اللہ کو یاد کرتے رہنے، اپنے نفس کو پاک رکھنے، نماز قائم کرنے اور لوگوں کو اسلام اور نیکی کی باتیں سکھاتے رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

سورۃ الاعلیٰ کے بعد تکبیر کہہ کر یہ قنوت پڑھا جاتا ہے :-

اَللّٰھُمَّ اَھْلَ الْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ وَاَھْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاَھْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَۃِ وَاَھْلَ التَّقْوٰی وَالْمَغْفِرَۃِ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ ھٰذَا الْیَوْمِ الَّذِیْ جَعَلْتَہٗ لِلْمُسْلِمِیْنَ عِیْدًا وَلِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ ذُخْرًا وَکَرَامَۃً وَشَرَفًا وَمَزِیْدًا اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُدْخِلَنِیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ اَدْخَلْتَ فِیْہِ مُحَمَّدًا وَاٰلَ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُخْرِجَنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ اَخْرَجْتَ مِنْہُ مُحَمَّدًا وَاٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَوٰاتُکَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ مَا سَئَلَکَ بِہٖ عِبَادُکَ الصّٰلِحُوْنَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِمَّا اسْتَعَاذَ مِنْہُ عِبَادُکَ الْمُخْلَصُوْنَ

پہلی رکعت میں یہی قنوت پانچ تکبیروں کے ساتھ پانچ مرتبہ پڑھا جاتا ہے اور پھر رکوع اور سجدے کر کے دوسری رکعت شروع کی جاتی ہے۔

دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ وَالشّمس پڑھا جاتا ہے۔ جس میں اللہ نے نفس کو پاک رکھنے اور گناہوں سے بچنے کی ہدایت کی ہے۔ اس سورہ کی تلاوت کے بعد چار مرتبہ وہی دعائے قنوت جو پہلی رکعت میں پڑھی گئی ہے چار تکبیروں کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ اس کے بعد روزمرہ کی نمازوں کی طرح رکوع اور سجدے کر کے نماز ختم کردی جاتی ہے۔ زمانۂ غیبت میں عید کی نمازیں سنّت ہیں۔

خوشی منانے کو جی سبھی کا چاہتا ہے لیکن مسلمانوں کی خوشی دوسروں سے مختلف ہوتی ہے۔ مسلمانوں کی خوشی بھی اللہ کے لئے ہوتی ہے اور غم بھی اللہ کے لئے، وہ خوشی میں بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں اور غم میں بھی اللہ ہی سے لو لگاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت عید کی نماز ہے۔

نماز عید کے بعد پیش نماز خطبہ پڑھتا ہے جسے پورے ادب سے سننا چاہیے۔

نمازِ آیات

آرام ہو یا تکلیف، مسلمان ہر عالم میں خدا کو یاد رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ وہ جہاں عید کی مسرتوں میں خدا کو یاد رکھتے ہیں وہیں خوف اور نقصان کے عالم میں بھی اللہ ہی کا سہارا لیتے ہیں۔

دُنیا میں بہت سے ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جن میں انسان خوف یا نقصان کا شکار ہو سکتا ہے۔ مثلاً سورج گہن، چاند گہن، زلزلہ، آندھی یا طوفان وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ انسان ان میں سے کسی چیز پر قابو نہیں رکھتا۔ یہ سب چیزیں صرف اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور انھیں دیکھ کر ہمیں اللہ کی طاقت اور قدرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ کی نشانیاں (آیات) ہیں۔ جب ہم ان آیات یا نشانیوں کو دیکھتے ہیں تو اللہ کا خوف ہمارے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور ہم ایک خاص طریقہ کی نماز جسے نمازِ آیات کہتے ہیں پڑھتے ہیں۔

زلزلہ سے زمین کانپ اُٹھتی ہے۔ ہزاروں مکان برباد

ہو جاتے ہیں۔ بستیاں اُجڑ جاتی ہیں۔ بہت سے آدمی موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ غرض زلزلہ ایک خدائی عذاب ہے جس سے بچنے کی کوئی صورت ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس نازک اور خطرناک موقع پر صرف اللہ ہی ہماری حفاظت کر سکتا ہے۔

آندھی یا طوفان بھی بڑی خطرناک چیزیں ہیں۔ ان کے نتیجہ میں بستیاں اُجاڑ ہو جاتی ہیں، مکان گر جاتے ہیں۔ فصلیں برباد ہو جاتی ہیں اور ان تباہیوں کو روکنا بھی ہمارے اختیار میں نہیں۔ اللہ ہی ہمیں ان نقصانات سے بچا سکتا ہے۔

سورج گہن اور چاند گہن سے بھی فصلوں، جانوروں اور آدمیوں کو کافی نقصانات ہوتے ہیں۔ ان کا بھی ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔

ان حالات میں ہم مسلمان اللہ کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور نمازِ آیات ادا کرتے ہیں۔ نماز کی نیت اس طرح کی جاتی ہے۔

"دو رکعت نماز (سورج گرہن یا چاند گرہن یا زلزلہ یا آندھی کی) پڑھتا ہوں میں واجب قربۃً الی اللہ"

نیت کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سورۂ حمد اور ایک دوسرا سورہ پڑھا اور اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے گئے۔ رکوع سے اُٹھے تو

پھر سورۂ حمد اور ایک سورہ پڑھ کر رکوع میں چلے گئے۔ اسی طرح پانچ مرتبہ سورۂ حمد اور ایک سورہ پڑھ کر رکوع کرتے رہے۔ پانچویں رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ کہا اور سجدہ میں چلے گئے۔ دو مرتبہ سجدے کرکے کھڑے ہوئے تو پھر پہلی رکعت کی طرح پانچ مرتبہ سورۂ حمد اور ایک سورہ پڑھ کے ہر مرتبہ رکوع کیا۔ ان دونوں رکعتوں میں دوسرے چوتھے چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت بھی پڑھا جاتا ہے۔ دوسری رکعت کے پانچویں رکوع کے بعد سجدے میں گئے اور تشہد و سلام پڑھ کر نماز ختم کردی۔

نماز آیات واجب ہے۔ اور اس کی قضا بھی واجب ہے البتہ زلزلہ کی نماز ہمیشہ ادا رہتی ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ اللہ جب بھی کسی قوم سے ناراض ہوا ہے تو اس نے زلزلہ طوفان یا آندھی کے ذریعہ ان علاقوں کو فنا کردیا ہے۔ یہ چیزیں اللہ کے قہر و عذاب کی نشانیاں ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم جب بھی اللہ کے قہر و عذاب کی ان نشانیوں کو دیکھیں تو اس سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگیں۔ اس سے اپنے جان و مال کی حفاظت کی دعا کریں اور اس کی خوشنودی حاصل

کرنے کے لئے اُس کے دربار میں حاضر ہوں نماز آیات میں ہمارا دس بار مرتبہ رکوع میں اللہ کے سامنے جھکنا ہماری اسی نیازمندی کا ثبوت ہے۔ ہم اللہ کے سامنے بار بار جھک کر اس کی عظمت اور اپنی کمزوری کا اقرار کرتے ہیں اور یہ چیز اُس کی رحمت اور محبت کو ہم سے نزدیک کر دیتی ہے۔ ایسی حالت میں نماز ادا کرنا ہمارے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ یہ اللہ کی خوشنودی کے سہارے ہمارے جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اس لئے چاند گہن، سورج گہن، زلزلہ، آندھی یا طوفان کی حالت میں نماز آیات ضرور ادا کرنا چاہیے۔

شکیات نماز

ہم انسان ہیں اور انسان سے بھول چوک ہو ہی جاتی ہے۔ ہم پوری احتیاط اور دھیان سے نماز پڑھتے ہیں لیکن کبھی کبھار اس پر بھی ہم سے بھول چوک ہو جاتی ہے۔ بھول چوک نہیں بھی ہوتی تب بھی کبھی کبھی ہمیں شک ہو جاتا ہے کہ ہم سے بھول چوک ہوئی ہے۔ ایسی حالت میں ہم کیا کریں۔ یہ معلوم رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔

شک ہونے کی اکیس صورتیں ہیں اور سب کے لئے شریعت کے احکام الگ الگ ہیں۔ پانچ قسم کے شک ایسے ہیں کہ ان کا کوئی اعتبار نہیں ایسے شک ہونے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ وہ شک یہ ہیں :-

۱۔ نماز ختم کرنے کے بعد شک کرنا۔

۲۔ وقت گذرنے کے بعد شک کرنا۔ جیسے مغرب کے وقت یہ شک ہو کہ ظہر کی نماز پڑھی یا نہیں۔

۳۔ محل گذر جانے کے بعد شک کرنا۔ جیسے سجدہ میں رکوع کرنے کا شک۔

۴۔ امام یا ماموم (امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا) میں سے کسی ایک کا شک۔

۵۔ شکّی مزاج آدمیوں کا شک۔ ایسے لوگ ہر بات میں شک کرتے ہیں اس لئے وہ نماز میں بھی شک کر سکتے ہیں۔ ان کے شک کا اعتبار نہیں۔

آٹھ قسم کے شک ایسے ہیں کہ اگر باقی رہیں تو اُن سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی شک واقع ہو تو دوبارہ نماز پڑھنی چاہیئے۔ وہ شک یہ ہیں:۔

۱۔ دو رکعتی نماز میں عدد رکعت میں شک ہونا۔

۲۔ تین رکعتی نماز میں تعداد رکعت میں شک ہونا۔

۳۔ چار رکعتی نماز میں یہ شک ہونا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری یا تیسری یا چوتھی۔

۴۔ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے سے پہلے یہ شک ہونا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری۔

۵۔ چار رکعتی نماز میں یہ شک ہونا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا پانچویں۔

۶۔ چار رکعتی نماز میں یہ شک ہونا کہ یہ تیسری رکعت ہے یا چھٹی۔

۷۔ چار رکعتی نماز میں یہ شک ہونا کہ یہ چوتھی رکعت ہے یا چھٹی۔

۸۔ چار رکعتی نماز میں یہ بھول جانا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کتنی باقی ہیں۔

آٹھ قسم کے شک ایسے ہیں جن میں نماز صحیح ہوتی ہے۔ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وہ شک یہ ہیں :۔

۱۔ چار رکعتی نماز میں اگر دونوں سجدوں کے بعد یہ شک ہو کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اُس کو تیسری رکعت قرار دے کر نماز تمام کرے اس کے بعد ایک رکعت نمازِ احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لے۔

۲۔ دونوں سجدوں کے بعد اگر شک ہو کہ رکعت دُوسری ہے یا تیسری یا چوتھی تو اس کو چوتھی رکعت قرار دے کر نماز تمام کرے اور دو رکعت کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر نماز احتیاط پڑھ لے۔

۳۔ دونوں سجدوں کے بعد اگر شک ہو کہ رکعت دُوسری ہے یا چوتھی تو اِس کو چوتھی رکعت قرار دے کر نماز تمام کرے اور دو رکعت نماز کھڑے ہو کر پڑھ لے۔

۴۔ اگر یہ شک ہو کہ یہ رکعت تیسری ہے یا چوتھی تو چوتھی رکعت

قرار دے کر نماز تمام کرے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لے۔

۵۔ اگر یہ شک ہو کہ رکعت تیسری ہے یا چوتھی یا پانچویں تو فوراً بیٹھ جائے اور نماز تمام کر کے دو رکعت نمازِ احتیاط کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لے۔

۶۔ قبل رکوع اگر شک ہو کہ یہ تیسری رکعت ہے یا پانچویں تو فوراً بیٹھ جائے اور نماز تمام کر کے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجالائے۔

۷۔ حالت قیام میں اگر شک ہو کہ یہ رکعت چوتھی ہے یا پانچویں تو فوراً بیٹھ کر نماز تمام کرے اور ایک رکعت نمازِ احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لے۔ اگر یہ شک دونوں سجدوں کے بعد ہوا ہے تو نماز تمام کر کے دو سجدۂ سہو بقصد واجب ادا کرے۔

۸۔ اگر یہ شک ہو کہ رکعت پانچویں ہے یا چھٹی تو فوراً نماز تمام کرے اور دو سجدہ سہو ادا کرے۔

نمازِ احتیاط کی ترکیب یہ ہے:۔

دل میں نیت کرے:۔ نمازِ احتیاط ایک رکعت پڑھتا ہوں واجب قربۃً الی اللہ۔ اللہ اکبر۔ اس کے بعد صرف سورہ حمد

پڑھ کر رکوع، سجدے، تشہد اور سلام مثل اور نمازوں کے بجالائے
نماز میں بھولے سے بات کرے یا ایک سجدہ بھول جائے یا
تشہد بھول جائے یا غلط جگہ پر سلام پڑھ دے تو سجدہ سہو بجا
لانا واجب ہے۔

سجدہ سہو کی ترکیب یہ ہے کہ نماز ختم ہوتے ہی فوراً نیت
کرے "سجدہ سہو کرتا ہوں میں (مثلاً تشہد بھول جائے یا سجدہ بھول
جانے وغیرہ) کے عوض قربۃً الی اللہ"

نیت کے بعد تکبیر کہہ کر سجدہ میں جائے اور ایک مرتبہ کہے:۔
بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ
اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھائے اور کہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ
رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پھر سجدہ میں جائے اور اوپر لکھا
ہوا جملہ دہرادے۔ اس کے بعد اٹھ بیٹھے اور اس طرح تشہد پڑھے۔
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰہِ ۵ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ۵
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط

روزہ

نماز کی طرح روزہ بھی اسلام کا ستون ہے۔ ہر مسلمان بالغ مرد اور عورت پر روزہ رکھنا واجب ہے لیکن سفر اور بیماری کی حالت میں روزہ نہیں رکھا جاتا۔ سفر سے واپسی اور بیماری کے خاتمہ پر روزہ کی قضا واجب ہے۔

روزہ ہماری روح ہمارے اخلاق اور ہمارے جسم کی اصلاح کرتا ہے۔ دل سے برائیوں کو اور جسم سے بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ ہمیں اللہ سے قریب کرتا ہے اور ہمارے دل میں اپنے غریبوں اور مسکینوں کا درد پیدا کرتا ہے۔

روزہ میں کوئی چیز کھانا پینا، پانی میں سر ڈبونا، بیڑی سگریٹ کا دھواں حلق میں لینا یا اللہ رسولؐ یا ائمہؑ یا سیدۂ نساء العالمینؑ سے منسوب کر کے کوئی جھوٹی بات کہہ دینا روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

روزہ کی حالت میں شعر پڑھنا، جسم سے خون نکالنا، حمام میں زیادہ دیر ٹھہرنا، پھول سونگھنا، کپڑا بھگو کے جسم پر رکھنا، سر میں اتنا تیل ڈالنا کہ دماغ میں تری محسوس ہو مکروہ ہے۔ ایسی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

روزہ کی نیت کرنا بھی اُسی طرح واجب ہے جیسے نماز کی نیت کرنا۔
اور یہ نیت طلوعِ فجر سے پہلے کر لینا چاہیے۔ روزہ کی نیت یہ ہے:۔
"روزہ رکھتا ہوں میں ماہِ رمضان کا واجب قربۃً الی اللہ"
نیت سے پہلے سحری کی جاتی ہے۔ لیکن سحری میں صرف اتنا ہی
کھانا چاہیے کہ ہاضمہ خراب نہ ہو۔ دن میں کھٹی ڈکاریں نہ آئیں اور
طبیعت ہشاش بشاش رہے۔

سحری کے بعد یہ دُعا پڑھنے میں بڑا ثواب ہے:۔

یا مفزعی عند کربتی ویا غوثی عند شدتی الیک فزعت
وبک استغثت وبک لذت لا الوذ بسواک ولا اطلب الفرج
الا منک فاغثنی وفرج عنی یا من یقبل الیسیر ویعفو
عن الکثیر اقبل منی الیسیر واعف عنی الکثیر انک انت
الغفور الرحیم۔ اللھم انی اسئلک ایمانا تباشر بہ قلبی ویقینا
صادقا حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبت لی ورضنی من
العیش بما قسمت لی یا ارحم الراحمین یا عدتی فی کربتی ویا
صاحبی فی شدتی ویا ولیی فی نعمتی ویا غایتی فی رغبتی
انت الساتر عورتی والاٰمن روعتی والمقیل عثرتی فا
غفر لی خطیئتی یا ارحم الراحمین ط

افطار کے وقت سورہ حمد سورہ اِنَّا اَنزَلنَاہُ اور سورہ قُل ھُوَاللہُ پڑھنا بڑا ثواب رکھتا ہے۔ افطار کے وقت یہ دُعا پڑھنا چاہیئے:۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمتُ وَعَلٰی رِزقِکَ اَفطَرتُ وَعَلَیکَ تَوَکَّلتُ

رمضان اللہ کی یاد کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی یاد میں گزارنا چاہیئے۔ قرآن مجید پڑھیئے۔ دعائیں پڑھیئے، نمازیں پڑھیئے، تسبیح پڑھیئے۔ غرض اللہ کی یاد سے کسی وقت غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

خاص طور پر واجب نمازیں تو کسی حالت میں قضا نہیں کرنا چاہئیں جہاں تک ممکن ہو جماعت کی نماز پڑھنا چاہیئے۔

اللہ کی یاد محض زبان سے نہیں کرنا چاہیئے۔ عمل سے بھی کرنا چاہیئے۔ غریبوں کی مدد کیجئے، لوگوں کو نیکی اور بھلائی کی تعلیم دیجئے۔ دوسروں کے کام آیئے، بیماروں کی تیمارداری کیجئے، بیواؤں اور یتیموں کی خدمت کیجئے دین کی باتیں پھیلانے کی کوشش کیجئے۔ یہ سب بھی تو اللہ ہی کے کام ہیں اور پھر روزہ کی حالت میں ان کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

بزرگوں کا قول ہے کہ رمضان کی بہار قرآن سے اور قرآن کی بہار روزہ سے ہے۔ اس لئے رمضان میں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھیئے اور قرآن خوانی کے اجتماع میں ضرور شرکت کیجیے۔
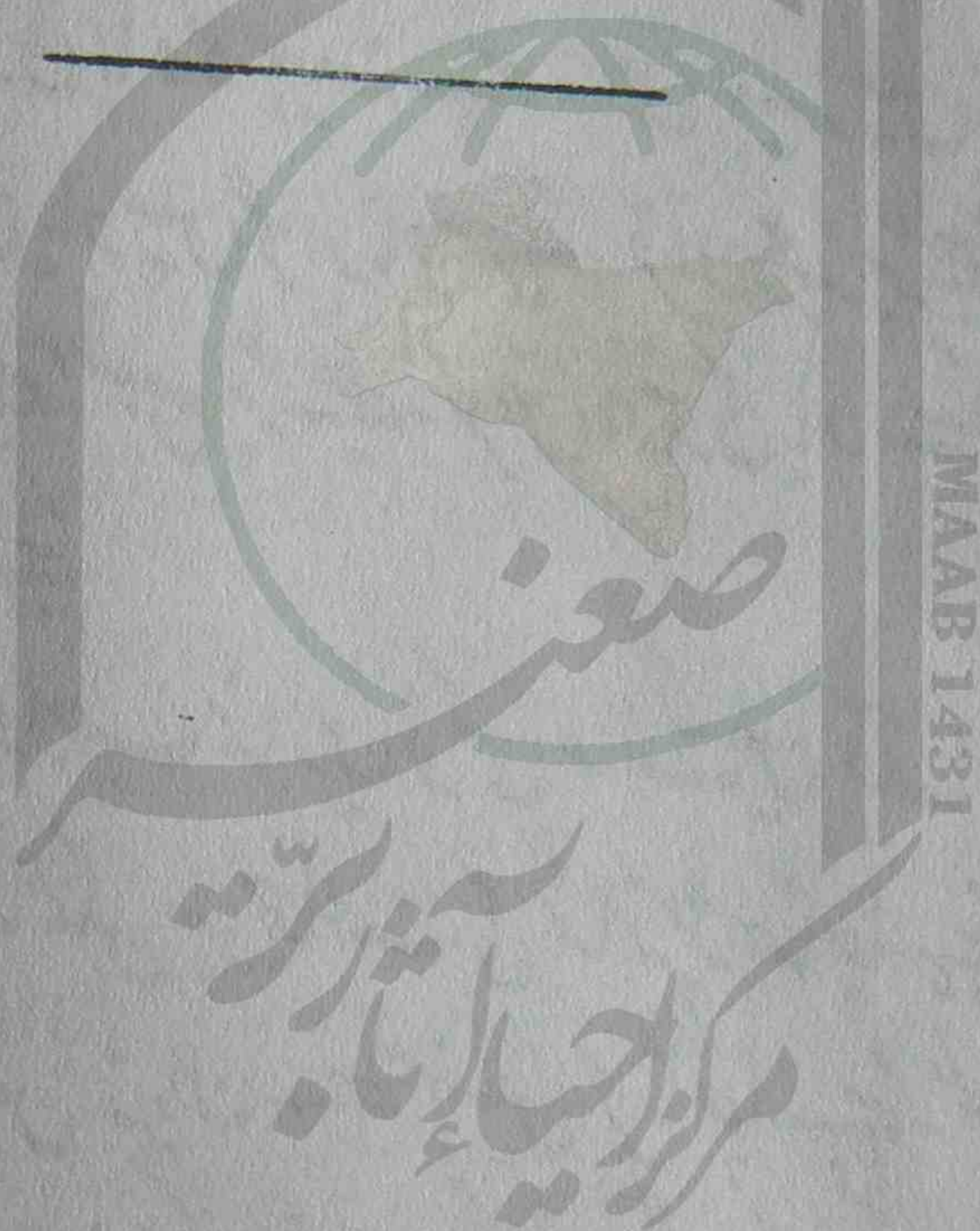
شب قدر

ہم نماز میں سورہ اِنّآ اَنزلنٰہُ پڑھتے ہیں۔ اس سورہ میں اللہ نے ایک ایسی رات کا ذکر کیا ہے جو اپنی اچھائی اور فضیلت میں ایک ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اس ایک رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ہے۔ اس رات کو شب قدر کہتے ہیں یہ بڑی خیر و برکت کی رات ہے اور اس رات میں اللہ سے جو دعا کی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

رمضان کی تیئسویں رات شب قدر ہے، اکیسویں اور تیئسویں راتوں میں سنت ہے کہ غسل کریں اور رات بھر اللہ کی عبادت میں بسر کریں۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ اللہ سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگیں۔ رحمت اور برکت کی دعا کریں اور اللہ کے حضور میں اپنی حاجتیں پیش کر کے ان کے پورا کیے جانے کی التجا کریں۔

یہ راتیں انھیں سب کاموں کے لئے ہیں۔

اس رات میں دو رکعت نماز سنت کی نیت سے پڑھنا چاہیے۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد سات مرتبہ

سورہ قل ھو اللہ پڑھیے، نماز ختم کر کے ستر مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ کہیئے اور پھر اللہ سے دُعا کیجیے۔

اب قرآن پاک ہاتھوں میں لے کر کھولیے اور کہیے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِکِتَابِکَ الْمُنْزَلِ وَمَا فِیْہِ اِسْمُکَ الْاَکْبَرُ وَاَسْمَائُکَ الْحُسْنٰی وَمَا یُخَافُ وَیُرْجٰی اَنْ تَجْعَلَنِیْ مِنْ عُتَقَائِکَ مِنَ النَّارِ وَتَقْضِیَ حَوَائِجِیْ لِلدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اس دُعا کے بعد اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کیجیے۔

دُعا کرنے کے بعد اب قرآن سر پر رکھیئے اور کہیئے:۔

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَبِحَقِّ مَنْ اَرْسَلْتَہٗ بِہٖ وَبِحَقِّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مَدَحْتَہٗ فِیْہِ وَبِحَقِّکَ عَلَیْھِمْ فَلَا اَحَدَ اَعْرَفُ بِحَقِّکَ مِنْکَ

اب دس دس مرتبہ کہیئے:۔

بِکَ یَا اَللّٰہُ بِمُحَمَّدٍ بِعَلِیٍّ بِفَاطِمَۃَ بِالْحَسَنِ بِالْحُسَیْنِ بِعَلِیِّ ابْنِ الْحُسَیْنِ بِمُحَمَّدِ ابْنِ عَلِیٍّ بِجَعْفَرِ ابْنِ مُحَمَّدٍ بِمُوْسَی ابْنِ جَعْفَرٍ بِعَلِیِّ ابْنِ مُوْسٰی بِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ بِعَلِیِّ ابْنِ مُحَمَّدٍ بِالْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ بِالْحُجَّۃِ الْقَائِمِ عَلَیْہِ السَّلَام۔

دس دس مرتبہ ان پاک ناموں کو زبان سے دُہرانے کے بعد اب پھر اپنے لیے اپنے ماں باپ کے لیئے اور تمام مومنین کے لئے

دُعا کیجیے، انشاء اللہ حاجتیں پُوری ہوں گی۔

شب قدر میں سورۂ دخان، سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم پڑھنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔ جوشن کبیر اور جوشن صغیر پڑھنا بھی بڑا ثواب رکھتا ہے۔ پھر ایک سو رکعت نماز ادا کیجیے اور اگر آپ کے ذمہ پنجگانہ نمازیں قضا ہوں تو انھیں سو رکعتوں کو پنجگانہ کی شکل میں اُن قضا نمازوں کی نیت سے پڑھیے۔ شب قدر کے تمام اعمال سُنت ہیں۔

حضرتِ علی علیہ السّلام

ولادت:۔ ۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل

مقامِ ولادت:۔ خانہ کعبہ (مکّہ معظمہ)

والد کا نام:۔ حضرت ابو طالب عمران

شہادت:۔ ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ ہجری

روضہ اقدس:۔ نجف اشرف

والدہ کا نام:۔ فاطمہ بنتِ اسد

ہمارے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام ۱۳ رجب کو کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اولاد کی طرح پالا پوسا۔ یہ وہ وقت تھا جب سارے عربستان میں بُت پرستی پھیلی ہوئی تھی لیکن آپ پیدائش کے وقت سے عالم اور معصوم تھے۔

جب آپ دس برس کے ہوئے تو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ اِس اعلان کے ساتھ ہی حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایمان کا اعلان فرمایا۔ مکہ میں اللہ کے پاک نبیؐ پر جتنے ظلم ہوتے تھے وہ آپ پر بھی ہوتے تھے۔ لیکن آپ کمسنی کے باوجود محض اللہ اور اسلام کے لئے یہ ظلم بڑی خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔ آخر وہ دن بھی آگیا جب

ہمارے نبیؐ مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے۔ جس رات کو آپ نے ہجرت کی اس رات کو آپ کا مکان دشمنوں نے گھیر رکھا تھا۔ حضرت رسولِ اکرمؐ کی جان بچانے کے لئے حضرت علی علیہ السّلام آپ کے بستر پر سو گئے۔ کافر یہ سوچ کے مطمئن رہے کہ حضرت رسولؐ سو رہے ہیں اور اللہ کے پاک نبیؐ آرام سے مدینہ چلے گئے۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السّلام نے اپنی جان جوکھم میں ڈال کے رسول اللہؐ کی جان بچالی۔

ہجرت کے بعد حضرت علی علیہ السّلام بھی مدینہ چلے گئے۔ دشمنوں نے اسلام اور اللہ کا نام مٹانے کے لئے مسلمانوں پر کئی مرتبہ چڑھائی کی۔ بدرؔ، احدؔ، خیبرؔ اور احزابؔ وغیرہ میں مسلمانوں اور کافروں کے مابین سخت جنگ ہوئی۔ حضرت علی علیہ السّلام نے ان لڑائیوں میں خاص حصّہ لیا۔ اور آپ ہی کی بدولت مسلمانوں کو ہر مرتبہ کافروں کے مقابلہ میں کامیابی ہوئی۔

اللہ کے پاک رسولؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرؑا کی شادی آپ سے کر دی تھی جس کے نتیجہ میں اللہ نے آپ کو دو بیٹے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ عنایت فرمائے۔ ان کے علاوہ دو بیٹیاں حضرت زینبؑ اور حضرت اُمِّ کلثومؑ بھی آپ

کے یہاں پیدا ہوئیں۔ جناب محسنؑ ماں کے پیٹ میں شہید ہوئے۔
رسولِ کریمؐ ان چاروں بچوں کو جان سے زیادہ چاہتے تھے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد
حضرت علی علیہ السلام نے قرآن پاک جمع کیا اور مسلمانوں
میں تبلیغ وہدایت فرماتے رہے۔ ہمارے عقیدہ میں آپ
ہی رسول اللہؐ کے بعد اُن کے پہلے خلیفہ ہیں۔
۳۵ سنہ ہجری میں آپ کو تمام مسلمانوں نے اپنا خلیفہ چُن
لیا۔ اس زمانہ میں آپ کو تین بڑی لڑائیاں لڑنا پڑیں جو جمل، صفین
اور نہروان کے ناموں سے مشہور رہیں۔
رمضان ۴۰ سنہ ہجری میں آپ کو عین اُس وقت جب کہ آپ
مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے سجدہ کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔
حضرت علی علیہ السلام بہت بڑے عالم تھے، بڑے بہادر
تھے، بڑے سخی تھے، بڑے عبادت گزار تھے، غریبوں کے بڑے
ہمدرد تھے۔ اور خود فاقہ کر کے بھی دوسروں کا پیٹ بھرنا ضروری
سمجھتے تھے۔ جس زمانہ میں آپ ساری اسلامی دُنیا کے بادشاہ تھے
اس وقت بھی آپ پیوند لگے کپڑے پہنتے اور رُوکھی سوکھی غذا پر
قناعت کرتے، آپ کی زندگی سادگی کا ایک اعلیٰ نمونہ تھی۔ اپنی روزی

کے لئے آپ باغوں میں مزدوری کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے تھے۔ اور اس طرح جو تھوڑی بہت آمدنی آپ کو ہو جاتی اسے بھی اللہ کی راہ اور مسلمانوں کی خدمت میں خرچ کر دیتے تھے۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے پہلے خلیفہ یا جانشین ہیں۔ اللہ کی نگاہ میں آپ کا بڑا مرتبہ ہے۔ قیامت کے دن آپ جنت اور جہنم تقسیم کرنے والے ہوں گے۔ آپ ہی حوض کوثر کے ساقی ہوں گے آپ کے دوست جنت میں جائیں گے اور آپ کے دشمن جنت کی بو بھی نہیں سونگھ سکیں گے۔

اللہ کی نگاہوں میں آپ کا یہ مرتبہ اس لئے ہے کہ آپ جیئے تو اللہ کے لئے اور مرے تو اللہ کے لئے۔ آپ نے محبت کی تو اللہ کے لئے اور جنگ کی تو اللہ کے لئے۔ اللہ نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ دنیا میں آپ ایمان والوں کے سردار قرار پائے اور آخرت کے انعام کا تو کیا کہنا، جنت آپ کی بلکہ آپ کے غلاموں کی۔

یہ ہے اللہ کے دربار میں مجسّم اسلام و ایمان کی شان اور اسلام کے لئے اُس کی خدمات کا بدلہ۔!

خدا ہمیں بھی آپ کی پیروی میں ایک سچا مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

امام حسن علیہ السّلام

ولادت :۔ ۱۵ رمضان ۳ھ ہجری
مقام ولادت :۔ مدینہ منوّرہ
والد کا نام : حضرت علی علیہ السّلام

شہادت :۔ ۲۸ صفر ۵۰ھ ہجری
مزار اقدس : جنت البقیع (مدینہ منورہ)
والدہ کا نام : حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

امام حسن علیہ السّلام ہمارے دُوسرے امام ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نواسے تھے اور نبی کریم آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ اللہ کی نگاہوں میں آپ کا بڑا مرتبہ ہے آپ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور آپ کی محبت خود اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر واجب کی ہے۔

آپ سر سے سینہ تک بالکل رسول اللہ کی تصویر تھے۔

آپ بڑے صابر امام تھے۔ اگر کوئی دُشمن آپ کے مُنہ پر آپ کو بُرا کہتا تب بھی آپ خاموش رہتے۔ یہی نہیں بلکہ اُس کی خدمت کرتے اُس پر احسان فرماتے اور اس طرح محض اپنے اخلاق سے اُس کا دِل جیت لیتے تھے۔

حضرت علی علیہ السّلام کی شہادت کے بعد آپ کو پوری

اسلامی دنیا کی بادشاہت نصیب ہوئی۔ عراق، عرب، ایران، یمن اور مصر کی بادشاہت! لیکن اسی زمانہ میں اسلام کے دشمنوں نے سر اٹھایا اور یہ چاہا کہ اسلام کو مٹا دیں، اللہ کی زمین سے اللہ کا نام مٹ جائے آپ نے ایک محافظ کی حیثیت سے محض اسلام کو بچانے کے لئے اتنی بڑی بادشاہت کو ٹھوکر مار دی اور اسلام کی تبلیغ کا کام سنبھال لیا۔ آپ نے دولت، حکومت اور خزانہ سب کچھ چھوڑ دیا۔ تاکہ اسلام کو بچا لیں اور آپ کی اس عظیم قربانی کا یہ نتیجہ نکلا کہ دشمن مجبور ہو گئے اسلام باقی رہا اور آج اللہ کا سچا اور اچھا دین دنیا میں موجود ہے۔

آپ بڑے بہادر تھے۔ ایک مرتبہ صفین کی لڑائی میں آپ نے دشمنوں پر حملہ کیا، دشمن کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی موجود تھے۔ لیکن آپ ذرا بھی نہیں ڈرے اور ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور آپ دشمن کے خیمہ تک پہنچ گئے۔ بڑے بڑے بہادروں نے اس موقع پر آپ کی بہادری کا لوہا مان لیا۔

آپ بڑے سخی تھے۔ کئی مرتبہ آپ نے اپنا سارا سامان اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا۔ آپ کا دروازہ ہمیشہ غریبوں کے لئے کھلا رہتا

تھا۔ جو آتا مالا مال ہو کر جاتا۔ دن بھر غریبوں اور مسافروں کی دعوت کا سلسلہ جاری رہتا اور آپ کے در سے کوئی محروم نہیں پلٹتا۔

آپ نے پچیس حج پاپیادہ کیے۔

آپ نے اللہ اور اسلام کے لیے یہی نہیں کہ اپنی بادشاہت چھوڑ دی بلکہ اللہ کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کر دی۔ چنانچہ آپ کو زہر دیا گیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

امام حسن علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ ایک سچے مسلمان کو نہ جان پیاری ہوتی ہے اور نہ مال۔ اُسے تو بس اللہ اور اسلام سے پیار ہوتا ہے اور وہ اللہ کا نام اونچا رکھنے اور اسلام کو زندہ رکھنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔ اللہ نے بھی آپ کی اس قربانی کی پوری قدر کی۔ آپ نے اللہ کے لیے دُنیا کی بادشاہت چھوڑی، اللہ نے آپ کو جنت کی بادشاہت عنایت کر دی۔ آپ نے اللہ کی محبت میں اپنی جان قربان کر دی، اللہ نے آپ کی محبت کو ایمان کا جزو قرار دے دیا۔ یہ ہے اللہ کے دربار سے ایک واقعی محافظ اسلام کا صلہ۔

مدینہ میں ایک قبرستان ہے جسے جنت البقیع کہتے ہیں۔ آپ کی قبر اسی قبرستان میں ہے۔ یہیں آپ کی والدہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی قبر بھی ہے۔ سچے مسلمان مدینہ جاتے ہیں تو رسول اللہؐ کے مزار کی زیارت کے بعد آپ کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام

ولادت :- ۳ شعبان سنہ ۴ ہجری	شہادت :- ۱۰ محرم سنہ ۶۱ ہجری
مقام ولادت :- مدینہ منورہ	مزار اقدس :- کربلائے معلّٰی

امام حسین علیہ السلام ہمارے پاک نبیؐ کے نواسے اور حضرت علی علیہ السلام کے فرزند تھے۔ آپ امام حسن علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ بھی امام حسن علیہ السلام کی طرح جنّت کے سردار اور مسلمانوں کے امیر ہیں۔ آپ کے جسم کا حصہ سینہ کے نیچے سے پیروں تک رسولؐ کے حصہ جسم سے بہت مشابہ تھا۔

نانا رسول اللہؐ اپنے دونوں نواسوں سے بےحد محبّت کرتے تھے اللہ بھی اُن دونوں سے بے حد محبّت کرتا ہے۔ چنانچہ اُن کی محبّت ہی ایمان کہلاتی ہے۔

امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں ایک موقع ایسا آگیا کہ دُشمنوں نے اسلام کو مٹا دینے کی ٹھان لی۔ امامؑ اُس وقت مدینہ میں تھے۔ آپ نے جیسے ہی یہ حالت دیکھی ایک سچے

امام کی حیثیت سے یہ فیصلہ کرلیا کہ میں مرجاؤں گا لیکن اسلام کو نہیں مرنے دوں گا۔ میں خود مٹ جاؤں گا لیکن اللہ کا نام نہیں مٹنے دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنے بچوں عزیزوں اور دوستوں کو ساتھ لیا اور مدینہ چھوڑ کر عراق روانہ ہو گئے۔ راستہ میں دشمنوں نے آپ کو گھیر لیا۔ آپ کے قافلے میں بوڑھے جوان اور بچے سب ملاکر بہتر آدمی تھے۔ اور دشمن تیس ہزار تھے لیکن آپ نے ہمت نہیں ہاری اور اسلام کے لئے جان قربان کرنے پر تیار ہو گئے محرم کی ساتویں تاریخ سے آپ پر کھانا پانی بند کر دیا گیا بچے پیاس سے بلکنے لگے لیکن اللہ اور اسلام کی خاطر آپ نے یہ مصیبت بخوشی برداشت کرلی اور دسویں محرم کو کربلا کی سرزمین پر اللہ اور اسلام کے لیئے آپ نے انسانی تاریخ کی سب سے بڑی قربانی پیش کر دی۔

آپ کے جان نثار ساتھی تین دن کے بھوکے پیاسے مسلمان بڑی بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے اسلام پر نثار ہو گئے۔ آپ کے بھائی حضرت عباسؑ کے شانے کٹ گئے۔ آپ کے بھتیجے حضرت قاسمؑ کی لاش پامال کر ڈالی گئی۔ آپ کے جوان فرزند حضرت علی اکبرؑ کا سینہ برچھی سے چھد گیا اور آپ کے ہاتھوں پر

آپ کے چھ مہینہ کے بچّے علی اصغرؑ کو تیر سے شہید کر دیا گیا، لیکن آپ نے اللہ کی محبّت اور اِسلام کی بقا کے لئے یہ سارے مصائب برداشت کیئے۔! آخر کار نمازِ عصر کے وقت خود آپ کو اُس وقت جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے سجدہ کی حالت میں بھُوکا پیاسا ذبح کر ڈالا گیا۔ آپ کا مال اسباب لُوٹ لیا گیا۔ آپ کے خیمے جلا دِیے گئے۔ آپ کے گھر کی عورتوں کے سروں سے چادریں تک چھین لی گئیں۔ آپ کے بیمار بیٹے امام زینُ العابدین علیہ السّلام اور عورتوں کو قید کر کے کربلا سے کُوفہ اور کوفہ سے شام لے جایا گیا۔ غرض آپ پر ہر طرح کی مُصیبت ٹوٹی لیکن آپ نے اللہ اور اسلام کے لئے سب کچھُ برداشت کیا اور آج اگر دُنیا میں اِسلام زندہ ہے تو یہ آپ کی اسی قُربانی کا صدقہ ہے۔

امام حسین علیہ السّلام ایسے بہادر تھے کہ تین دن کی بھُوک پیاس کے باوجُود ہزاروں کے لشکر سے اکیلے لڑے۔ آپ ایسے نمازی تھے کہ آپ کا سر بھی سجدہ خالق میں تن سے جدا کیا گیا اور اللہ کے ایسے چاہنے والے تھے کہ آپ نے اپنی اور اپنی اولاد کی جانیں بھی اسلام پر قُربان کر دیں۔

امام حسین علیہ السّلام کربلا جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک

ہزار دُشمنوں نے آپ کا راستہ روکا۔ یہ دُشمن اس وقت پیاسے تھے اور اُن کے پاس پانی نہیں تھا۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ اُن ایک ہزار آدمیوں کو پانی پلا دیا بلکہ اُن کے گھوڑوں اور اُونٹوں کو بھی سیراب کر دیا۔ آپ جانتے تھے کہ آگے چل کر پانی نہیں ملیگا۔ اور آپ کو اور آپ کے بچوں تک کو پیاسا رہنا پڑے گا لیکن آپ نے اپنی پیاس قبول کی مگر اپنے دُشمنوں کی پیاس بُجھا دی۔ یہ تھی وہ سچی انسانیت جس کی تعلیم ہمارے اماموں نے ہمیں دی ہے۔ خود دُکھ جھیل کر دُوسروں کی مدد کرنا ہی سچی انسانیت ہے۔ اور ہمارے سب امامؑ اسی کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی اِس سچی انسانی ہمدردی کی توفیق عطا فرمائے۔

امام زین العابدین علیہ السلام

ولادت :۔ ۱۵ر جمادی الاوّل
شہادت :۔ ۲۵ر محرم ۹۵ھ

مقام ولادت :۔ مدینہ منورہ
مزارِ اقدس :۔ جنت البقیع

اللہ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اللہ کا ہر اچھا اور سچا بندہ اللہ کی عبادت کو اپنا فرض سمجھتا ہے عبادت سے انسان کا درجہ بلند ہوتا ہے، اس کی روحانیت ترقی کرتی ہے اور اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔

انبیاء اور ائمہ کی عبادت کا تو کیا کہنا؟ وہ تو عبادت میں کمال رکھتے تھے، لیکن عبادت کی خصوصیت سے یہ ہمارے چوتھے امام حضرت زین العابدین علیہ السلام کہلاتے ہیں۔

امام زینُ العابدین علیہ السلام کا اصلی نام علیؑ تھا۔ آپ امام حسین علیہ السلام کے بیٹے تھے، آپ کی والدہ حضرت شہربانو ایران کی شاہزادی تھیں۔ آپ دُنیا میں زینُ العابدین اور سیّد سجّاد کے لقب سے مشہور رہیں۔ زینُ العابدین کے معنی ہیں عبادت گذاروں

کی زینت، سجاد کے معنیٰ ہیں بہت زیادہ سجدے کرنے والا۔ آپ اتنی عبادت کرتے تھے اور اللہ کے حضور میں اتنے سجدے کرتے تھے کہ آج تک دُنیا آپ کو زین العابدینؑ اور سید سجادؑ کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ مکان میں آگ لگ گئی آپ اسی جلتے ہوئے مکان میں اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔ پڑوسیوں نے چلانا شروع کیا لیکن آپ نے کوئی پروا نہیں کی، اور اطمینان سے نماز ختم کی۔ اتنی دیر میں آگ بجھائی جا چکی تھی لیکن لیکن آپ مُصلّے پر ہی تھے، لوگوں نے آکر پُوچھا۔ "یا امامؑ! وہ کون سی چیز تھی جس نے آپ کو جلتے ہوئے مکان میں بھی نماز جاری رکھنے دی؟"

آپ نے جواب میں فرمایا۔ "جہنم کی آگ نے!"

امام علیہ السّلام کے دروازہ پر ایک سائل آیا۔ اور اُس نے سوال کیا۔ امامؑ باہر آئے، پہلے سائل کے ہاتھ چُومے اور اُس کے بعد اُس کے ہاتھوں پر ایک تھیلی رکھ دی۔ کسی نے امامؑ سے پُوچھا کہ آپ نے سائل کے ہاتھ کیوں چُومے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ "جب کوئی غریب تم سے سوال کرتا ہے تو اُس کے ہاتھ

پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ میں نے اسی لئے اس سائل کے ہاتھ چومے تھے!

غریبوں کی امداد کی کتنی اچھی اور پیاری تعلیم ہے یہ!۔ اللہ ہمیں بھی غریبوں کی امداد کا جذبہ عنایت فرمائے۔

امام زین العابدین علیہ السّلام ولید یا ہشام بن عبدالملک کے حکم سے زہر سے شہید کیے گئے۔ آپ جنّت البقیع میں اپنے چچا امام حسن علیہ السّلام کے پاس دفن ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السّلام

ولادت :- یکم رجب ۵۷ھ ہجری　　شہادت :- ۷/ ذی الحجہ ۱۱۴ھ

مقام ولادت :- مدینہ　　مزارِ اقدس : جنت البقیع

امام محمد باقر علیہ السّلام امام زین العابدین علیہ السّلام کے بیٹے تھے ۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت حسنؑ تھا ۔ آپ امام حسین علیہ السّلام کے پوتے اور امام حسن علیہ السّلام کے نواسے تھے ۔

امام علیہ السّلام کا لقب باقر ہے جس کا مطلب ہے چھپے ہوئے علوم کو ظاہر کرنے والے ۔ چونکہ امام علیہ السّلام نے دنیا میں دین اور شریعت کے علوم کثرت کے ساتھ پھیلائے اس لیے آپ باقر کہلاتے ہیں ۔

ایک مرتبہ گرمی کا موسم تھا ، عرب کی چلچلاتی ہوئی دھوپ میں لوگوں نے دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السّلام جو اس وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے گرمی اور دھوپ کی پروا کیے بغیر زراعت

کے کاموں میں مشغول ہیں؟ اس پر ایک شخص کو بڑا تعجب ہوا اور اُس نے عرض کیا۔ "مولا! آپ بوڑھے ہیں اور اس سخت گرمی میں بھی کاروبار کر رہے ہیں، اگر ایسی حالت میں آپ کو موت آگئی تو کیا ہوگا؟"۔

آپ نے جواب میں فرمایا کہ "اگر اس وقت مجھے موت آجائے تو میں ایسی حالت میں مروں گا جب میں اللہ کا ایک حکم پورا کرنے میں مصروف ہوں۔ میں ایک ایسا کام کر رہا ہوں جس سے میں اور میرے بچے رزق پائیں گے اور ہمیں جو کچھ ملے گا اللہ سے ملے گا۔ ایسی حالت میں مجھے موت کا ڈر کیوں ہو؟ البتہ میں اُس وقت موت سے ڈروں گا جب میں کوئی گناہ کروں!

اپنی روزی کمانا اور محنت کے ساتھ کاروبار کرنا، اللہ کا حکم ہے اور امام علیہ السّلام نے اس حکم پر عمل کر کے ہمیں بھی محنت کی ہدایت کی ہے۔ آپ نے ہمیں بتلایا کہ اگر ایمانداری کے ساتھ زراعت کرتے ہوئے موت آجائے تو یہ موت عبادت کی حالت میں ہوگی۔

محنت اور زراعت کی کتنی اچھی عملی تعلیم دی ہے

امامؑ نے۔

امام محمد باقر علیہ السّلام ہشام بن عبد الملک کے

حکم سے زہر سے شہید کئے گئے۔ اور جنت البقیع (مدینہ)

میں دفن ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام

ولادت:- ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ ہجری   شہادت:- ۱۵ شوال ۱۴۸ھ ہجری

مقام ولادت:- مدینہ منورہ   مزار اقدس:- جنتُ البقیع

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلام کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ آپ نے اسلام کی شریعت عام کی، اسی لئے ہماری شریعت کو شریعت جعفری کہا جاتا ہے۔

مدینہ میں قحط پڑا، اُس وقت امام علیہ السلام کے پاس کافی اناج موجود تھا۔ آپ نے یہ حُکم دیا کہ یہ اناج بہت کم قیمت پر بیچ ڈالو۔ لوگوں نے کہا کہ اس وقت اناج بیچ ڈالنا مُناسب نہیں ہے۔ اگر اناج ختم ہو گیا تو ہمیں بھو کے رہنا پڑے گا اور پھر مہنگے داموں میں خریدنا پڑے گا۔ امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارے پاس اناج ہو اور مسلمان بھُو کے مریں یا غریبوں کو مہنگائی کا شکار ہونا پڑے۔ چنانچہ سارا اناج سستے داموں پر فروخت کر دیا گیا جس سے قحط کی پریشانی دُور ہو گئی۔

امام علیہ السلام کے بیٹے اسمٰعیل بیمار پڑے تو امام بہت پریشان اور رنجیدہ نظر آتے تھے۔ اسی بیماری میں اسمٰعیل کا انتقال ہوگیا اب جو لوگوں نے امامؑ کو دیکھا تو آپ بالکل مطمئن اور پُرسکون نظر آتے تھے۔ لوگوں نے پُوچھا۔ "مولا! جب اسمٰعیل بیمار تھے تو آپ رنجیدہ بھی تھے اور پریشان بھی۔ اب جو اُن کا انتقال ہوگیا تو آپ مطمئن نظر آتے ہیں آخر ایسا کیوں؟

آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہم آلِ محمدؐ اُس وقت تو پریشان ہوتے ہیں جب ہمیں مصیبت نظر آتی ہے، لیکن جب مصیبت آجاتی ہے تو ہم اس پر صبر کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ امام کھانا کھا رہے تھے، ایک کنیز شوربہ کا پیالہ لے کر آئی لیکن اتّفاق سے اس کا پَیر پھسل گیا اور شوربہ امامؑ پر گرا۔ کنیز گھبرا گئی لیکن امامؑ نے اس سے کچھ نہیں کہا، بلکہ اُسے آزاد کردیا۔

امام علیہ السّلام کو ایک بڑے کنبہ کی پرورش کرنا پڑتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا ہُوا کہ آپ کے والد امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس پیسہ نہیں رہا۔ آپ کو بُلا کر پُوچھا کہ اب گھر میں کتنی رقم ہے؟ اُنھوں نے جواب دیا "ستّر درہم۔

امامؑ محمد باقرؑ نے حکم دیا کہ یہ ساری رقم اللہ کی راہ میں تقسیم کر دو۔

سب لوگ حیران تھے۔ جو کچھ رہا سہا پیسہ گھر میں تھا وہ بھی خیرات کر دیا گیا۔ اب اتنے آدمیوں کے کھانے کا کیا بندوبست ہو گا؟ دو چار روز کے بعد ایک آدمی آیا اور اُس نے امامؑ محمد باقرؑ کو سات سو اشرفیاں پیش کیں۔ امامؑ نے بیٹے کو بُلا کر فرمایا "دیکھو تم نے ستر درہم اللہ کی راہ میں دیئے، اللہ نے اُس کے کئی سو گُنے زیادہ تم کو دے دیئے"۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے تھے کہ اللہ سے تجارت کرو، جو کچھ تم اللہ کی راہ میں دو گے اللہ اُس کے بدلہ میں تم کو کئی گنا زیادہ دے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام کو منصور عباسی نے زہر سے شہید کیا اور جنت البقیع مدینہ میں دفن ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ولادت :- ۷ صفر ۱۲۸ھ   شہادت :- ۲۵ رجب ۱۸۳ھ

جائے ولادت :- مدینہ منورہ   الوا مزار اقدس :- کاظمین

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہمارے ساتویں امام تھے۔ آپ کاظم کہلاتے ہیں کاظم کے معنی ہیں غصہ کو پی جانے والا۔ امام علیہ السلام بڑے صابر اور حلیم تھے۔ دشمنوں پر بھی غصہ نہیں فرماتے تھے۔ اسی لئے دنیا آپ کو کاظم کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ آپ کے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام ہارون رشید تھا۔ اُس نے آپ کو چودہ سال قید خانہ میں بند رکھا اور آخر زہر دے کر شہید کرا دیا۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں آدمی آپ کی بُرائیاں کرتا ہے اور آپ کا دشمن ہے۔ آپ نے فوراً اُس شخص کو ایکہزار روپے کی تھیلی بھیج دی۔ اُسے جب بُرائی کا بدلہ بھلائی سے ملا تو بہت شرمندہ ہوا اور پھر امام کی برائی کرنا بند کر دی۔

امام علیہ السلام بڑے حق گو اور صاف گو تھے، ایک مرتبہ ہارون نے آپ کو قید خانہ سے بلا بھیجا، آپ تشریف لے گئے تو بادشاہ نے پوچھا۔ "آپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آتے؟" آپ نے بڑی صفائی سے ارشاد فرمایا، "مجھے تمھارے پاس آنے سے دو چیزیں روکتی ہیں ایک تمھاری بادشاہت اور دوسرے تمھاری دنیا سے محبت"۔ بادشاہ نے یہ جواب سنا تو شرمندہ ہو گیا۔

امام علیہ السلام سے ہارون نے کہا "میں بادشاہ ہوں" آپ نے جواب میں فرمایا کہ "ہاں تم بادشاہ ہو اور تلوار کی طاقت سے لوگوں کے سر تمھارے سامنے جھکتے ہیں، میں امام ہوں اس لئے لوگوں کے دل میرے سامنے جھکتے ہیں"۔

ہارون بادشاہ تھا لیکن امام کبھی اس سے نہیں ڈرے۔ آپ قید رہے، دکھ جھیلتے رہے لیکن جب بھی بادشاہ سے بات ہوئی تو آپ نے بڑی بہادری سے کام لے کر حق بات کہی، سچے مسلمان کی شان یہی ہے کہ کبھی کسی سے مرعوب نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ سچی بات کہے۔

ہارون رشید نے آپ کو قید خانہ میں زہر دلوا کر شہید کیا۔ آپ کا مزار اقدس کاظمین میں ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام

ولادت:- ۱۱ر ذیقعدہ سنہ ۱۵۳ھ　　شہادت:- ۱۷ر صفر سنہ ۲۰۳ھ

مقام ولادت:- مدینہ　　مزار اقدس:- مشہد

امام علی رضا علیہ السلام کو اس زمانہ کے بادشاہ مامون نے آپ کی شادی اپنی شاہزادی ام حبیب سے کردی اپنا ولیعہد مقرر کیا۔ اور رہنے کے لیئے ایک بڑا شاندار مکان دیا۔ مکان کے دروازوں میں قیمتی پردے لٹک رہے تھے، کمروں میں خوبصورت اور قیمتی سامان موجود تھا۔ سونے چاندی کے برتن ہر طرف چمکتے دکھائی دیتے تھے۔ غرض لاکھوں روپے کا مال مکان میں موجود تھا۔ امام علیہ السلام نے یہ سب چیزیں دیکھیں تو حکم دیا کہ یہ سارا سامان غریبوں کو تقسیم کردو۔ چنانچہ سارا سامان غریبوں کو بانٹ دیا گیا۔ اس کے بعد امام مکان کے باہر ایک بوریہ بچھا کر بیٹھ گئے، لوگوں نے کہا کہ آپ باہر کیوں تشریف رکھتے ہیں؟ محل کے اندر رہیئے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس شاہی محل میں ہر طرف پہرہ دار موجود ہیں۔ ان کے

خوف سے غریب مسلمان میرے پاس نہیں آسکیں گے۔ فرض کرو کہ ایک مسلمان آدھی رات میرے پاس آکر شریعت کا کوئی مسئلہ معلوم کرنا چاہے تو یہ پہرہ دار اسے نہیں آنے دیں گے۔ اگر یہ شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا اور مسئلہ نہ پوچھ سکا تو میں اُس کے لئے اللہ کو جواب دہ ہوں گا۔

بادشاہ نے یہ بات سُنی تو پہرہ دار ہٹا دیئے گئے۔ امام علیہ السلام شاہی محل میں رہتے لیکن اس طرح کہ آپ کا دروازہ ہر وقت ہر مسلمان کے لئے کُھلا رہتا تھا۔ آپ ایک بڑی سلطنت کے ولیعہد کہلاتے تھے۔ لیکن معمولی کپڑے پہنتے، سادی غذا نوش کرتے اور اپنا سارا وقت علم دین پھیلانے میں صرف کرتے۔ آپ کھانے کے لئے بیٹھتے تو سارے غلام اور نوکر چاکر آپ کے ساتھ ہی دستر خوان پر بیٹھ جاتے اس لئے کہ آپ سب مُسلمانوں کو برابر جانتے تھے۔

آپ بڑے صاف گو تھے اور بادشاہ کو بھرے دربار میں اس کی غلطیوں پر ٹوک دیتے تھے۔

آپ کو مامون نے زہر دلا کر شہید کرا دیا۔

امام محمد تقی علیہ السلام

ولادت :- ۱۰ رجب ۱۹۵ھ شہادت :- ۳۰ ذیقعد ۲۲۰ھ

مقام ولادت :- مدینہ مزار اقدس :- کاظمین

امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کے وقت امام محمد تقی علیہ السلام کی عمر محض نو سال کی تھی لیکن اس کے باوجود آپ بہت بڑے عالم تھے۔ اس سن میں بڑے بڑے علماء نے آپ کا امتحان لیا اور سب کو یہ ماننا پڑا کہ علم میں آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا مامون رشید نے جو اُس وقت بادشاہ تھا آپ کے علم و کمال کو دیکھ کر اپنی بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کردی۔ اب آپ بادشاہ کے داماد تھے، چاہتے تو محل میں رہتے.......... اور آرام کی زندگی بسر کرتے لیکن آپ نے ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لیا اور وہیں سادگی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ دن بھر لوگ آپ کے پاس آتے اور دین و شریعت کی تعلیم حاصل کرتے۔ ایک ایک دن میں آپ ہزاروں مسائل کا جواب دیا کرتے تھے۔

امام علیہ السلام کو جواد بھی کہتے ہیں، اس لئے کہ آپ بڑے سخی تھے، اور غریبوں کی دل کھول کر امداد کرتے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا۔ "مولا! آپ بادشاہ کے داماد ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اچھّے قسم کا لباس پہنا کریں" آپ نے جواب دیا "میری عزت کپڑوں سے نہیں ہے، علم سے ہے پھر میں کپڑوں پر بلا وجہ روپیہ کیوں خرچ کروں!"

واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں انسان کی عزت اچھے کپڑوں یا اچھے مکان سے نہیں ہوتی۔ اصلی عزت علم اور اخلاق سے ملتی ہے ہمارے سارے ائمہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے لیکن ساری دنیا اُن کی عزت کرتی تھی۔ اس لئے کہ اُن کے پاس علم تھا۔ اُن کا اخلاق بلند تھا۔ اور وہ دین و شریعت کے محافظ تھے۔

امام علیہ السلام کو معتصم نامی بادشاہ نے زہر دلا کر شہید کرا دیا۔

امام علی نقی علیہ السلام

ولادت :- ۵ رجب ۲۱۲ھ شہادت :- ۳ رجب ۲۵۴ھ

مقام ولادت :- مدینہ مزار :- سامرہ

امام علی نقی علیہ السلام نے دین اور اسلام کی بڑی خدمتیں انجام دی ہیں۔ آپ کو ایک بادشاہ نے جس کا نام متوکل تھا قید کر دیا چنانچہ آپ برسوں قید میں رہے اور طرح طرح کی تکلیفیں جھیلتے رہے لیکن آپ نے کبھی اس کی شکایت نہیں کی۔ ہمیشہ صبر سے کام لیتے رہے۔ برسوں کے بعد بادشاہ نے آپ کو اپنے گھر میں رہنے کی اجازت دے دی۔ لیکن وہاں بھی سخت پابندیاں قائم رہیں جن سے امامؑ کو ہمیشہ سخت پریشانی کا سامنا رہا۔ پھر بھی آپ چپ رہے اور خاموشی سے اسلام کی خدمت انجام دیتے رہے۔

ایک مرتبہ متوکل نے امام علیہ السلام کو جنگلی جانوروں کے سامنے چھوڑ دیا۔ اس بادشاہ نے ایک مکان میں شیر چیتے بھیڑیئے وغیرہ جمع کر رکھے تھے۔ امامؑ کو اس مکان میں بھیج

دیا گیا۔ آپ پورے اطمینان سے چلے گئے، جانوروں نے جو آپ کو دیکھا تو آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کے قدموں پر منہ ملنے لگے۔ آپ نے ان سب جانوروں کے سروں پر ہاتھ پھیرا، تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے اور پھر واپس چلے آئے۔ جانوروں نے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

امام علیہ السلام جس مکان میں رہتے تھے اس میں آپ نے ایک قبر کھدوا رکھی تھی اور ہمیشہ اسی قبر کے کنارے بیٹھ کر خدا کو یاد کیا کرتے تھے۔ آپ یہ اس لئے کرتے تھے کہ لوگ یہ یاد رکھیں کہ یہ زندگی تو محض چند دن کی ہے۔ اس کے بعد قبر کی منزل ہے اور انسان کو چاہیئے کہ زندگی میں ایسے اچھے کام کرے جو قبر میں اُس کے کام آئیں۔ موت کا خیال دل میں خدا کا خوف اور نیکی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اور امام علیہ السلام اپنے اس عمل سے ہمارے ذہنوں میں یہی چیز پیدا کرنا چاہتے تھے۔

امام علی نقی علیہ السلام کو مُعتز باللہ بادشاہ نے زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ کا مزار اقدس سامرہ میں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام

ولادت :۔ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ شہادت :۔ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ

مقام ولادت :۔ سامرہ مزار اقدس :۔ سامرہ

ہمارے گیارھویں امام حسن عسکری علیہ السلام بائیس سال کے سن میں امام ہوئے۔ اور محض اٹھائیس سال کی عمر تھی کہ زہر سے شہید کر دیئے گئے۔ آپ کی عمر کا بڑا حصہ قید خانہ میں بسر ہوا لیکن پھر بھی آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمتیں انجام دیں۔

ایک مرتبہ عراق میں بڑا سخت قحط پڑا، ایک قطرہ پانی نہیں برسا۔ لوگ بڑے پریشان تھے، اسی زمانہ میں ایک عیسائی راہب کہیں سے آگیا، وہ جب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا تو پانی برسنے لگتا۔ مسلمان دعائیں مانگتے تو کچھ نہیں ہوتا تھا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ شک میں پڑ گئے، اسلام کے مقابلہ میں عیسائی مذہب کو اچھا سمجھنے لگے۔ مسلمانوں میں بڑے بڑے عالم تھے، لیکن وہ بھی یہ شک دور نہ کر سکے۔ آخر

بادشاہ پریشان ہوا اور اس نے امامؑ کو قید خانہ سے نکال کر کہا کہ "اب آپ ہی اسلام کو بچا سکتے ہیں۔"

امامؑ نے دوسرے دن سارے شہر کے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور عیسائی راہب کو بھی بلایا۔ اُس نے جیسے ہی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، بادل چھا گئے۔ امامؑ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ راہب کے ہاتھ پکڑ لو اور جو کچھ اُس کے ہاتھ میں ہو لے لو۔ اس حُکم کو پُورا کیا گیا راہب کے ہاتھ میں ایک ہڈی نکلی جسے امامؑ نے لے لیا بادل کھُل گیا اور دُھوپ نکل آئی۔

اب امامؑ نے راہب کو حُکم دیا کہ پھر دُعا کرو۔ اب جو اُس نے دُعا کی تو کوئی اثر نہیں ہوا۔

امامؑ نے لوگوں کو بتایا کہ یہ ساری کرامت اُس ہڈی کی تھی یہ ہڈی کسی نبی کی تھی۔ اور جب یہ راہب اُس ہڈی کو آسمان کے سامنے لاتا تھا تو بادل آجاتے تھے۔

اس کے بعد امامؑ نے نماز پڑھ کر دُعا کی تو آپ کی دُعا کے نتیجہ میں خوب بارش ہوئی اور لوگوں

کو یہ معلوم ہو گیا کہ اسلام سچا مذہب اور آپ سچے امام ہیں۔

آپ کو معتمد عباسی نے زہر سے شہید کیا۔ آپ کا مزارِ اقدس سامرہ میں ہے۔

امام مہدی آخرالزمان علیہ السلام

ولادت :- ۱۵ رشعبان مقام ولادت :- سامرہ

مقام غیبت سرداب سامرہ

امام مہدی آخرالزماں علیہ السّلام ۱۵ رشعبان ۲۵۵ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور آج تک زندہ ہیں ۔ آپ خدا کے حکم سے غائب ہیں اور جب اللہ چاہے گا تو ظاہر ہو کر ساری دُنیا کو مُسلمان بنا دیں گے۔

آپ مکہ میں ظاہر ہوں گے اور جب آپ کے ظاہر ہونے کی اِطلاع ہوگی تو ۳۱۳ مومن آپ کے پاس جمع ہو جائیں گے ان لوگوں کو ساتھ لے کر ساری دُنیا کے کافروں سے آپ کی جنگ ہوگی۔ آپ اس جنگ میں کامیاب ہوں گے اور پھر ساری دُنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ آپ ہی دجّال کو قتل کریں گے۔

سارے اِنسان نیکی بھلائی اور سکون کی زندگی بسر کریں گے۔ دُنیا سے دُکھ اور تکلیف کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اِنسان صحیح

معنوں میں ترقی حاصل کریں گے۔

آپ ساری دُنیا پر حکومت کریں گے۔ اور مُلک، نسل، زبان اور رنگ کے فرق دُور کر کے سارے انسانوں کو بھائی بھائی بن کر رہنا سکھا دیں گے۔

آپ پیدا ہوئے تو دُشمن اُسی وقت آپ کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن آپ عام طور پر غائب رہتے تھے۔ اس لئے کوئی آپ کو نہیں پکڑ سکا۔ آپ کے والد اس وقت شہید کیے گئے جب آپ صرف پانچ سال کے تھے۔ اس سن میں آپ نے امامت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ غیبت صغریٰ اور ۷۰ سال تک غائب رہنے کے باوجود اپنے فرائض پورے کرتے رہے۔ اس زمانہ میں آپ کے چار نائب تھے۔ جو آپ سے ملتے اور آپ کے احکام مسلمانوں کو پہنچاتے رہتے تھے۔ ۷۰ سال کے بعد اللہ کے حکم سے آپ نے یہ سلسلہ ختم کر دیا اور بالکل غائب ہو گئے۔ اس وقت سے لے کر اب تک آپ کی یہ غیبت جاری ہے اسے غیبت کبریٰ کہا جاتا ہے۔

اس زمانہ میں بھی حضرت کا فیض جاری ہے۔ اگر آپ کا وجود نہ ہوتا تو دُنیا فنا ہو جاتی۔ جب ہم کو ضرورت ہوتی ہے حضرت ہماری مدد کرتے ہیں۔
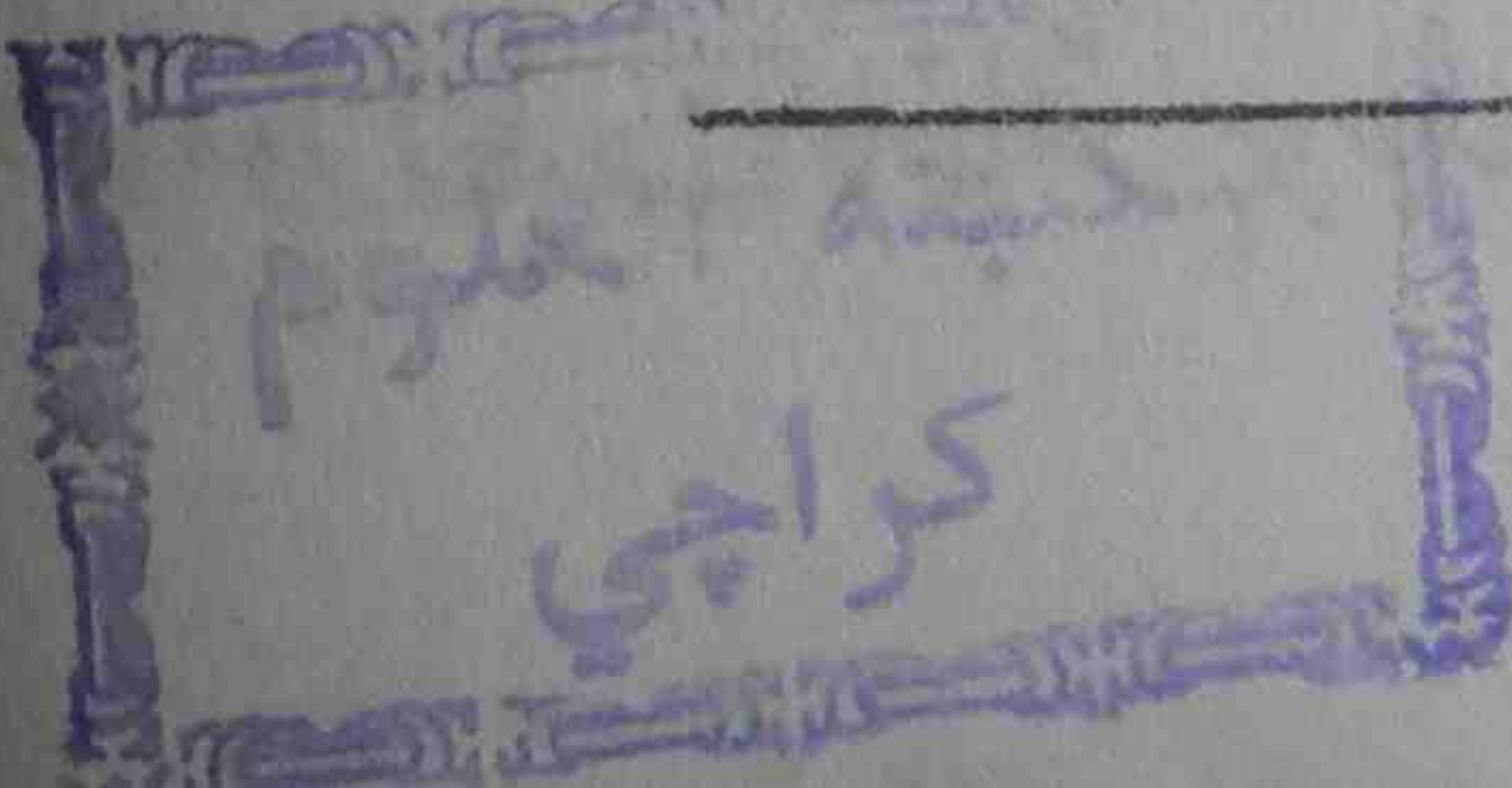
Title Printed at Kay Ale Printers

شائع کردہ

بین الاقوامی

مجلس المسلمین

۱۴-۱ے-ج • رضویہ کالونی • کراچی ——— پاکستان •